SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, September 15, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr . Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وابتغ فیما أتک اللہ الدارالاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا و احسن
کما احسن اللہ الیک و لا تبغ الفساد فی الارض - ان اللہ لا یحب
المفسدین۝ قال انما اوتیتہ علی علم عندی - او لم یعلم ان اللہ قد
اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشد منہ قوۃ و اکثر جمعا- و لا
یسئل عن ذنوبھم المجرمون ۝

(ترجمہ) اور جو مال تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائیے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی) تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو۔ اور ملک میں طالب فساد نہ ہو ۔ کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ بولا کہ یہ (مال) مجھے میری دانش کے زور سے ملا ہے ۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: *Jazakallah*. Question Hour. Question No. 31, Iqbal Haider sahib.

31. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that a group of seventeen Pakistan's falsely representing as a Cricket team had obtained visa from the British High Commission, Karachi on showing sponsorship of Itefaq Group or any other organization to play Cricket matches in Britain, but they were intercepted and arrested at Qater ad deported back to Pakistan in July 1999; and

(b) whether these 17 Pakistanis were arrested by FIA on their return to Pakistan and any case was registered against them?

Ch. Shujat Hussain: (a) Seventeen (17) Pakistani passengers arriving at Quaid-e-Azam International Airport, Karachi (Arrival) on 31-7-1999 by Qatar Airway Flight No. QTR-312 were detained by FIA/Immigration authorities. The scrutiny of their passports transpired that after obtaining visas from British High Commission, Islamabad they had proceeded from Quaid-e-Azam International Airport, Karachi on 29-7-1999 for London (Heathrow). While they were in transit at Doha Airport, their visas were checked and subsequently cancelled by the British High Commission at Doha with the remarks "cancelled without prejudice".

(b) Seventeen (17) passengers were not arrested. They were detained for preliminary enquiry and released on surety for want of further enquiry. The enquiry was registered by FIA Passport Cell, Karachi.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Dr. Safdar Abbasi Sahib.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! اگر آپ سوال کو دیکھیں تو اس میں یہ mention کیا گیا ہے کہ 17 Pakistanis جو کہ ایک کرکٹ ٹیم کو represent کر رہے تھے اور اتفاق گروپ کی sponsorship پر برطانیہ جا رہے تھے matches کھیلنے-----

Mr. Parvez Rashid: Sir, on point of order.

جناب چیئرمین: جی جناب پرویز رشید صاحب۔

جناب پرویز رشید: جناب! اس میں سوال کرنے والے نے خود اس بات کا ذکر کیا ہے یعنی اسے خود بھی یقین نہیں ہے کہ اتفاق گروپ یا any other organization یہ جناب زیادتی کی بات ہے کہ آپ خواہ مخواہ ------

جناب چیئرمین: وزیر صاحب اس کی clarification کر دیں گے۔

جناب پرویز رشید: جناب! میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں اس ہاؤس کا کوئی طریقہ کار ہے۔ آپ سے میں بات کر رہا ہوں۔ ایک شخص سوال کر رہا ہے اور میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔ آپ مجھے بیٹھنے کو کہیں تو میں بیٹھ جاؤں گا لیکن دوسرے لوگوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی ٹانگ بیچ میں اڑائیں۔ اگر وہ ٹانگ اڑائیں گے تو یہاں سے بھی انشاء اللہ تعالٰی پندرہ، بیس ٹانگیں ان کی طرف جائیں گی۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں وزیر صاحب اس کی وضاحت کر دیں گے۔ جی فرمائیے صفدر علی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میرے عزیز دوست ہیں پرویز رشید صاحب، وہ اتفاق گروپ کے نام پر خواہ مخواہ اچھل پڑتے ہیں۔ جناب یہ تو سوال کا حصہ ہے اور اس سوال کا حصہ ہے جو آپ نے approve کرکے بھیجا ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: وہ تو لاڑکانہ ہے ہی شہزادی۔ وہ تو شہزادی ہے۔ ان کا تو

آپ کچھ نہیں کرسکتے۔ اس کے پیچھے تو جو کچھ آپ نے کرنا تھا وہ کر لیا - اب آپ کیا مزید کرنا چاہتے ہیں؟ جناب میں تو اس سوال کی بات کر رہا ہوں جو آپ نے approve کرکے بھیجا ہے۔ اس میں یہ clearly پوچھا گیا ہے کہ ایک کرکٹ ٹیم گئی' اب اس سوال کا اگر وہ جواب دیتے ہیں تو اس چیز کو بالکل کھا جاتے ہیں۔ کرکٹ ٹیم کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جی سترہ آدمی جو گئے' ایک کرکٹ ٹیم گئی------

جناب چیئرمین، نہیں کرکٹ ٹیم نہیں گئی- اوپر سوال میں لکھا ہوا ہے، "falsely representing".

Dr. Safdar Ali Abbasi: But they say that 17 Pakistani passengers...

Mr. Chairman: Correct. But falsely representing.

یعنی وہ کرکٹ ٹیم نہیں - اوپر شروع میں دیکھیں - "Whether it is a fact that a group of 17 Pakistanis falsely representing a Cricket team."

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: تو پھر میرا سوال یہ ہے کہ کون تھے یہ لوگ؟

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے جی- کون تھے یہ لوگ؟ جی جناب وٹو صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، پہلے تو میں یہ وضاحت کردوں جناب کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ان کو یہاں سے ویزے ملے' ان کے پاسپورٹ بھی genuine تھے' ویزے بھی genuine تھے۔ دوہا میں ان کو recheck کیا گیا اور ان کے ویزے cancel کئے گئے۔ اب سوال کو جناب اس background میں ذرا دیکھیئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سترہ آدمیوں کی خبر ایسے آئی ہے اور کہیں کسی نے اتفاق کا نام اخبار میں دیا ہے یا کچھ ہوا ہے لیکن سوال سے خود اندازہ آپ فرمالیں گے کہ،

"whether it is a fact that a group of seventeen Pakistanis falsely representing, as a Cricket Team had obtained visa from the British High Commission Karachi on showing sponsorship of Itefaq Group or any other organization to play Cricket matches in Britain, but they were intercepted and arrested at Qatar and deported

back to Pakistan in July 1999."

اب خود اس سوال میں یہ بات واضح ہے کہ اتفاق گروپ کا اس ٹیم سے یا ان سترہ آدمیوں سےکوئی تعلق نہیں ہے۔ سوال کے مطابق یہ ہے کہ انہوں نے mis-representation کر کے یہ کیا ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : چلیں یہ خود بتا دیں کہ وہ کون آدمی تھے ؛

جناب چیئرمین : کون آدمی تھے؟ جی ان کے نام ہیں آپ کے پاس؟

Dr Safdar Ali Abbasi : No Sir, 17 people were deported belonging to a particular group.

یعنی کہ they were part of a group میں کہہ رہا ہوں ان کو اتفاق کی سپانسر شپ ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں یہ فراڈ تھا۔

Dr. Safdar Ali Abbasi: It is not a fraud.

میاں محمد یٰسین خان وٹو : نہیں جناب والا! یہ تو وہی صورت ہوگئی کہ کل اعتزاز احسن صاحب آپ کو کہہ رہے تھے کہ یہ پریویلج موشن pending کریں۔ جناب چیئرمین! اس سوال کو تو ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : آپ ملاحظہ فرمائیں وٹو صاحب۔ آپ اس کو دوبارہ پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین، آپ بتا دیں کہ ان 17 کے نام ہیں آپ کے پاس؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : نہیں، نام میرے پاس ہیں۔

Mr. Chairman : Were they representing the Ittefaq group?

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب ہم نے اسلام آباد ہائی کمیشن سے اطلاع منگوائی ہے کہ انہوں نے کیا کسی کو involve کیا ہے؟ کسی کا نام لیا ہے؟ جب ان کی اطلاع آئے گی

تو پھر باقی تفصیل بتائیں گے۔

جناب چیئرمین : نام بتا دیں جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : نام ہیں جی' محمد ندیم ولد عبدالحسین پاکستانی پاسپورٹ کا نمبر ہے ان کی رہائش نہیں دی گئی۔ دوسرا امتیاز احمد ہے' تیسرا شاہد نواز ہے' عبداللہ ہے' وقار اسلم۔

جناب چیئرمین : وقار اسلم' آگے پڑھتے جائیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : میرے پاس تین چیزیں ہیں' نام ہے' والد کا نام ہے' اور پاسپورٹ نمبر ہے۔

جناب چیئرمین : آپ نام پڑھ دیں بس۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : محمد ندیم' امتیاز احمد' شاہد نواز' عبداللہ' وقار اسلم' محمد زیارت' محمد مسعود' مغل ندیم' محمد امین' ندیم اشرف' محمد وحید رانا' امیر علی' محمد سعید' فخر زبیر' فیصل شریف' سلطان عارف اور رانا محمد اسحاق۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بوگس پاسپورٹ یا اس طرح کے جو ویزے وغیرہ لگ جاتے ہیں' یہ بات اب اس ایوان میں بھی ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سارے بڑے لوگ ہوتے ہیں' بااثر لوگ ہوتے ہیں' مجھ جیسے کا تو ویزہ نہیں لگتا۔ یہ ایک گورکھ دھندہ ہے۔ یہاں پر بوگس پاسپورٹ یا fake ویزوں وغیرہ کا گھناؤنا کاروبار' "نمبر ۲" کاروبار جس کو ہم کہتے ہیں' یہ ہمارے ملک میں بہت ہے۔ اس سے ہمارے ملک کا نام باہر بدنام ہو رہا ہے۔ پاکستان کے نام پر لوگ پتہ نہیں کیا کچھ کر رہے ہیں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے واقعات ہو رہے ہیں اور آپ نے صرف ان کو پکڑا اور چھوڑ دیا۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ اس کی گہرائی میں کیوں نہیں جاتے کہ اس گورکھ دھندے میں جو بااثر لوگ ملوث ہیں ان کو بھی آپ گرفتار کریں اور ان کو بھی بتائیں کہ وہ کس کی ایماء پر اور کیسے یہ غلط کام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جی وزیر برائے پارلیمانی امور۔

میاں محمد یسین خان وٹو : جناب والا! عرض یہ ہے کہ انکے پاسپورٹ اور ویزے درست پائے گئے ۔ اب اس کے بعد ہم نے برٹش ہائی کمیشن اسلام آباد کو request کی ہے کہ وہ supporting documents جس پر انہوں نے base کر کے ویزہ کی درخواست کی تھی، وہ ہمیں مہیا کریں۔ جب وہ ہمیں provide ہو جائیں گے اور اگر انہوں نے کہیں mis-represent کیا ہے، کسی کا نام غلط طور پر استعمال کیا ہے تو پھر اس کے مطابق ہم کارروائی کریں گے۔ فاضل ممبر صاحب کی بات سے تو مجھے ہمدردی ہے کہ وہ generally بہت دکھ رکھتے ہیں ان ساری چیزوں کے لئے لیکن سوالات کا ایک اپنا طریقہ ہے۔ جناب اس سوال کے متعلق جواب ہو تو میں حاضر ہوں لیکن جہاں تک general سوال کا تعلق ہے تو وہ کوئی واقعہ علم میں لائیں۔ جنرل سوال کا جنرل جواب ہے۔

جناب چیئرمین : جی جناب عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ : جناب! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایسے ہوا کہ چوہدری نثار صاحب ایک سوال کا جواب دے رہے تھے تو اس میں ریفر کیا گیا کہ جی آپ موجود نہیں تھے اور نادر پرویز صاحب نے آپ کی جگہ جواب دیا تھا، انہوں نے نہیں مانا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ چونکہ یہ ان کی منسٹری نہیں ہے اس لئے ان کو اس کے متعلق کچھ پتا نہیں ہے۔ وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ایک منسٹر یہاں پر موجود نہیں ہے۔ تو کیا آپ دوسرے منسٹر کو اس کی جگہ پر جواب دینے کی اجازت دیں گے؟

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے. کہ اگر۔۔۔

سید عاقل شاہ: جناب ایسا تھا کہ

Ch. Nisar Ali Khan was asked a question yesterday and then he referred to a question that has already been asked and in his place Raja Nadir Pervaiz had replied at that time

تو نثار علی خان صاحب نے کل یہ کہا کہ چونکہ نادر پرویز صاحب کی یہ منسٹری نہیں ہے اس لئے اس کا جواب انہیں نہیں آتا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، انہوں نے یہ کہا تھا کہ اس وقت جو جواب دیا گیا تھا وہ صحیح تھا since then ہم نے یہ رابطے کئے ہیں۔

سید عاقل شاہ: نہیں جناب ایسا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے record check کر لیتے ہیں۔ ابھی آپ کا کیا سوال ہے؟!

سید عاقل شاہ: اب سوال یہ ہے کہ اگر ایک منسٹر موجود نہیں ہوگا تو کیا اس کی جگہ دوسرا منسٹر ہمارے سوالوں کے جواب دے سکے گا یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی وٹو صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جی جناب والا! جواب دے سکے گا۔ عرض یہ ہے کہ اگر ہم کہتے ہیں کہ defer کر دیں اس کا منسٹر نہیں ہے تو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ منسٹر نہیں ہے، جب جواب کوئی دوسرا منسٹر دیتا ہے تو اعتراض کرتے ہیں کہ جواب ٹھیک سے نہیں دے رہے۔

Mr. Chairman: Next question No.32. Syed Iqbal Haider.

جناب محمد زاہد خان: جناب! مجھے پہلے supplementary تو کر لینے دیں۔

Mr. Chairman: Now No.32

پہلے تین سوال ہو چکے ہیں۔ خٹک صاحب کی یہ تجویز تھی کہ تین سے زیادہ اجازت نہ دی جائے۔

Zahid Khan Sahib , I have not allowed you, please sit down.

جناب محمد زاہد خان: میں نہیں بیٹھوں گا۔

Mr. Chairman: Zahid Khan Sahib , you are violating the rules of the House which I cannot permit.

I cannot permit the House to be made a joke, please sit آپ جتنے بڑے بھی لیڈر ہوں down, Dr. Safdar Ali Abbasi. زاہد خان صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ آپ بہت بڑے آدمی ہیں، میں چھوٹا آدمی ہوں but I will not allow یہ خٹک صاحب کی تجویز تھی I agree with him آپ کے لیڈر کی تجویز تھی۔ جی ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب سوال کریں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! ویسے بڑی افسوس ناک بات ہے کہ بعض سوالات پہ تو آپ مسلسل وقت دیتے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بہت jittery ہو جاتے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ آپ نے دوبارہ چیئرمین بننا ہے۔ please jittery مت ہوں۔

جناب چیئرمین: صفدر صاحب آپ کو میں نے موقع دیا ہے آپ سوال کریں۔ ہر چیز پہ آپ شروع ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ہم کیا شروع ہو جاتے ہیں۔ آپ بھی شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب سوال کریں' میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جہاں آجکل نوازشریف کا نام آ رہا ہوتا ہے' اتفاق کا نام آ رہا ہوتا ہے آپ jittery ہو جاتے ہیں۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib , I have highest respect for you, please

آپ سوال کریں

Do not be involved in other things

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ جناب! خواہ مخواہ jittery ہو رہے ہیں' جہاں نوازشریف یا اتفاق کا نام آتا ہے ---

جناب چیئرمین: آپ سب لوگ مجھ سے زیادہ jittery ہو رہے ہیں I have to run this House, Please.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, No.32,

32. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Defence be pleased to state:-

(a) the sanctioned strength of Cabin Crew and the number of the Cabin Crew in employment of PIA at present;

(b) the sanctioned strength of the Cabin Crew on various flights of different Air-crafts;

(c) the minimum number of Cabin Crew for Safety on board specified for flights of different Air-crafts of PIA;

(d) the percentage of the Cabinet Crew presently flying on flights of different Air Crafts of PIA;

(e) whether it is a fact that a Senior Person of PIA Mr. Azhar Hussain died of heart attack on duty in Jordan in the last week of July, 1999, if so, the compensation, if any, paid to the heirs of the deceased?

Minister Incharge for Defence: (a) The sanctioned/approved strength of Cabin Crew is 1551 and total number of 1772 Cabin Crew as presently in employment of PIA.

(b) The sanctioned strength of Cabin Crew on various flights of different aircraft is as under:-

Aircraft Type	Cabin Crew Normal	Compliment Minimum
F-27	2	2
B-737	6	5
A-310	9	6
A-300	10	8
B-74M	12	10
B-747	15	12
B-743	16	13

(c) The minimum number of Cabin Crew for safety on Board specified for different aircraft of PIA is as under:-

Safety Minimum:	B-743	B-747	B-74M	A-300	A-310	B-737	F-27
	11	18	8	6	5	4	1

(d) The percentage of the Cabin Crew presently flying on flight of

different aircraft of PIA is as under:-

In accordance with CAA requirement, PIA Cabin Crew is certified only for 3 types of aircraft as follows:-

	Category-A	Category-B
	B-747	B-747
	A-300, A-310	A-300, A-310
	B-737	F-27
Percentage	70	30

(e) Syed Azhar Hussain P-27938, Sr. Purser expired on 30-7-1999 in Amman, Jordan due heart failure and was buried in Karachi on 2-8-1999. His legal heirs have not filed any claim for compensation. His accounts will be settled as and when a claim is filed with PIA

Mr. Chairman: Any supplementary?

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میرا Cabin Crew پر سوال ہے۔ جواب یہ آیا ہے کہ the sanctioned /approved strength of Cabin Crew is 1551 and total number of 1772 Cabin Crew is presently in employment of PIA

میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ sanction and approved strenght تو 1551 ہے لیکن 1772 کام کر رہے ہیں تو باقی جو دو سو کا فرق ہے وہ approved strength میں نہیں تو پھر وہ کس کھاتے میں کام کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Minister of State for Defence.

جناب شاہد خاقان عباسی: یہ ایک approved Human Resource Budget ہوتا ہے جو کہ ہر چند سال بعد develop کیا جاتا ہے تو اس میں جو approved strength تھی وہ 1551 تھی۔ پچھلی گورنمنٹ کے اندر excessive بھرتی جو کی گئی اس کی وجہ سے یہ strength زیادہ ہو گئی ہے۔ لیکن آج اللہ کے فضل سے ہم نے operation of PIA بڑھا دیا ہے تو

Cabin crew ہے defficiency ایک یہ in fact ہے۔ تقریباً دو ہزار کے قریب requirement کی۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب انہوں نے approved strength بتائی ہے 1551۔ یہ دو ہزار کی approved strength کیوں نہیں کر لیتے۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ جب approved strength 1551 کی ہے اور اگر آپ کو زیادہ ضرورت ہے تو آپ اسے approve کیوں نہیں کرتے؟

جناب شاہد خاقان عباسی: جناب! چونکہ ban تھا اس لئے ہم نے ان HRB کو revive نہیں کیا۔ اب ہم اسے کر رہے ہیں پھر یہ strength اس کے مطابق بنا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: ظریف مندوخیل صاحب آپ کا اس پر کوئی سوال ہے۔

شیخ ظریف خان مندوخیل: جناب! میرے سوالات تھے ۲۳ اور ۲۴۔ کل آپ نے ۲ نمبر تک سوالات پوچھے۔ آج آپ نے اکتیس سے شروع کر دیا ہے۔

Mr. Chairman: Any other question on this, yes Dr. Hayee Sahib.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ یہ خود فرما رہے ہیں کہ پی آئی اے میں defficiency ہے، یعنی سٹاف کی اور زیادہ ضرورت ہے۔ تو پھر پی آئی اے میں جو ملازمین contract پر کام کر رہے ہیں۔ ہمارے بلوچستان میں تو بے شمار ہیں اور سارے ملک میں کم از کم تین چار ہزار contract پر ملازمین موجود ہیں۔ تو آپ ان کو regularise کیوں نہیں کرتے ہیں؟

جب آپ کو سٹاف کی ضرورت ہے اور وہ بیچارے بھی آٹھ آٹھ، نو نو سال سے دھکے کھا رہے ہیں اور daily wages پر ہیں، contract پر ہیں۔ تو آپ ان ملازمین کو regularise کیوں نہیں کرتے ہیں، جب کہ آپ کو ضرورت بھی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر مملکت برائے دفاع۔

جناب شاہد خاقان عباسی: جناب چیئرمین! جو procedure ہے اس کے مطابق ان کو بھی regularise کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ اب جب کہ حکومت کی طرف سے ban ہٹا دیا

جائے گا تو جو بھی requirements ہیں اس کے مطابق ان کو regularise کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں فاضل وزیر صاحب کی توجہ پیرا "E" کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سید اظہر حسین، یہ 30-07-99 کو عمان میں heart failure کی وجہ سے فوت ہوئے، کراچی میں دفن ہوئے اور فرمایا جا رہا ہے کہ ان کے legal heirs جب claim کریں گے تو پھر ہم ان کے معاوضے کے متعلق ان کے اکاؤنٹس وغیرہ settle کریں گے تو ایسے لوگ جو on duty فوت ہوتے ہیں ان کے heirs کی تفصیل معلوم کرنا یا settle کرنا اس اکاؤنٹ کو یہ کوئی مشکل کام تو نہیں ہونا چاہیئے۔ تو کیا آیا اس قسم کے ملازمین کے لئے پی آئی اے کوئی مناسب انتظام نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین: جی وزیر مملکت برائے دفاع۔

جناب شاہد خاقان عباسی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو deceased ہوتا ہے اس کے لیے succession سرٹیفکیٹ ہوتا ہے کہ اس کے legal heirs کون ہیں؟ ان کا decision ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ ایک پوری formality ہے، جس کے مطابق file کرتے ہیں اور پھر claim settle ہو جاتا ہے۔ اصل میں مسئلہ ان کیسوں میں legal heirs کی طرف سے ہوتا ہے، پی آئی اے کی طرف سے نہیں ہوتا ہے۔ ہم تو اس معاملہ کو چند دنوں میں settle کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: لیکن کچھ organizations میں یہ ہے کہ جب وہ ملازمت کرتے ہیں تو وہ ان سے لکھوا لیتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی چیز ہو تو فلاں میرے heirs ہوں گے تو آدمی بہت ساری مصیبت سے بچ جاتا ہے۔

جناب شاہد خاقان عباسی: جناب والا! اس میں dispute آ جاتے ہیں---

جناب چیئرمین: نہیں، وہ علیحدہ بات ہے but you can cut down a lot of formalities by asking the person to nominate his heirs.

جناب چیئرمین: جی next question No.33 بشیر مٹہ صاحب۔

33. *Mr. Bashir Ahmad Matta: Will the Minister for Interior, Narcotics Control and Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that all licences for prohibited bore arms issued from December 1, 1988 to August 22, 1990 have been cancelled by the Interior Ministry and the cancellation has been made effective from 19th June, 1999, if so, the reasons for instigating the measures 9 years after these licences were first issued;

(b) whether any categories of persons have been exempted from the purview of this cancellation order, if so, the details;

(c) the procedure proposed to be adopted to collect the arms rendered licence-less and ultimately disposed to them; and

(d) whether any compenstion will be paid from arms forfeited under this order and the mode thereof?

Chaudhry Shujaat Hussain: (a) Yes, the prohibited bore arms licences issued from 1-12-1988 to 22-8-1990, we cancelled on 22-8-90 vide notification No. SRO-870-(I)/90 but these were effective from the date of issue and not from 19-6-1999. No instructions to make the above orders effective from 19-6-1999 have been issued by this Ministry.

(b) Persons exempted vide notification under reference are members of Parliament or the Provincial Assemblies or Chairman of District Councils or Municipal Corporations or serving and retired government officers and employees of the Government in BPS-17 or equivalent or above.

(c) The arms rendered licenceless are required to be deposited with the

local administration as per rules.

(d) The matter regarding compensation, if any, is to be decided by the Provincial Governments.

جناب چیئرمین، جی ضمنی سوال۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, I am satisfied with the answer given, but the question is that what I have asked has appeared in two major papers in Isamabad in the month of August. And according to those reports retrospective effect from June 1999 was given to that order. Then when I came to know about this, I spoke to the Joint Secretary in the Ministry of Interior and he said that "No, we have not issued such a notification". Then I said if you have not then you please deny this, refute it that you have not issued. Then he kept quite and told me that if it comes to my notice---, then I said I have brought it to your notice, it has come to your notice, you call for the 'News' and 'Nawa-e-Waqt' and you will see, but he did not bother.

Then I spoke to the honourable Minister for Interior on the floor of the House that this has come and it has confused a lot of people in the country. So, please issue a clarification, cause that the clarification to be issued. Then he turned a deaf ear, literally a deaf ear to what I told him. Then I willy nilly asked this question and what I would request to all the Ministers sitting here, is, that this is one of their duties that if a wrong news is published with regard to their Ministry or Division , they have officers in their ministries, they should refute it. So, I take it as a negligence on the part of the senior officers of the Ministry of Interior. You might also have seen it and I had spoken about this event to the honourable Minister of Parliamentary Affairs but nobody in the state of Pakistan

considered it a proper or worth their voice to issue a denial about a news which has disturbed so many citizens of this conutry.

Mr. Chairman: Yes, Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! میں فاضل رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات ہمارے نوٹس میں آ گئی تھی، refute کرنا چاہیئے تھا، لیکن اس سے بھی مزید کئی چیزیں نوٹس میں آ گئی ہیں۔ میرے خیال میں اب ان کو بھی وضاحت ہو گئی ہے۔ ان کا مقصد بھی یہ ہے کہ اس وقت حکومت کی طرف سے اسے contradict کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن اس وقت contradict نہیں کیا گیا تو اب ساری وضاحت دے دی گئی ہے۔ بلکہ اگر وہ چاہیں تو اس سے تھوڑی زیادہ information میں ان کی خدمت میں عرض کر دوں۔ یہ صحیح ہے کہ اگر اس وقت ہو جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔۔

Mr. Bashir Ahmad Matta: If there are any questions by other honourable members of the Senate, they might ask questions and then he might answer.

Mr. Chairman: Maj.(Retd.) Mukhtar Sahib.

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان: جناب! انہوں نے notification تو issue کیا ہے ان کو cancel کرنے کے لیے لیکن پھر کہتے ہیں کہ they were affected from the date of issue and not from 1999 پھر کہتے ہیں کہ no instructions, to make the above orders effective from 19-6-99, have been issued by this Ministry. What does this mean? Have these answers been collected by them? Have they looked into it? Do they know how many arms have been collected? Where have these been deposited? What is the answer to this?

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب! یہ جتنا اسلحہ تھا وہ صوبائی حکومت نے اپنے administrative unit میں collect کیا ہے، جن میں پولیس سٹیشن بھی ہے، ڈپٹی کمشنر بھی

ہیں، مجسٹریٹ بھی ہیں۔ اس میں صورت یہ ہوئی جناب کہ کچھ تو exemptions تھیں۔ جس طرح جواب میں دیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبر کو تو exempt کیا گیا تھا اس notification میں۔ یہ 1-12-88 سے لے کر 22-8-90 تک جو لائسنس جاری ہوئے تھے انہیں caretaker government نے کینسل کیا، اس سے موجودہ گورنمنٹ کا یا کسی اور گورنمنٹ کا تعلق نہیں، وہ collect ہوئے صوبوں کے پاس اور کچھ لوگ اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں گئے ۔ لاہور ہائی کورٹ اور بلوچستان ہائی کورٹ نے ان کی petitions dismiss کیں۔ سندھ اور سرحد کے کچھ لوگ گئے دونوں ہائی کورٹس میں اور ان کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔

گورنمنٹ ان فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ میں گئی۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ جو آرڈر ہیں انہیں انہوں نے strike down کر دیا لیکن یہ کہا کہ جن لوگوں کا اسلحہ جمع ہو گیا ہے وہ جمع رہے اور ان کو show cause notice دیا جائے اور اس کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ جو لوگ writ-petition میں نہیں آئے ان کا matter passed and closed ہو گا۔ وہ re-open نہیں ہو سکے گا۔ اس سلسلے میں 66 درخواست دہندگان سندھ کے تھے۔ ان کو show-cause notice دیا گیا۔ ان میں سے ۱۷ نے جواب دیئے ہیں، پندرہ کے لائسنس restore کر دیئے گئے ہیں اور دو کے بارے میں ڈپٹی کمشنر سے verfications مانگی گئی ہیں۔ باقی کے جواب نہیں آئے۔ سرحد کی لسٹ ان کے پاس available نہیں تھی۔ میں نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ وہ سپریم کورٹ سے سرحد کے affectees کی لسٹ لے کر ان کو بھی show-cause notice جاری کریں اور یہ اس کے مطابق عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی مختار صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان: کن لوگوں نے سرنڈر کیا ہے؟ I don't think anybody has surrendered anywhere. I contest that کیا یہ ہمیں بتائیں گے کہ وہ کس نے کیا ہے؟

جناب چیئرمین: حاجی گل آفریدی صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: میں نے سندھ کے بتائے ہیں جناب 66 persons تھے۔ سرحد کی لسٹ نہیں تھی، میں نے اس کے لیے کہا ہے۔ وہ مانگیں گے۔ ہو سکتا ہے انہوں

نے surrender نہ کیے ہوں اور کورٹ میں آئے ہوں تو ایسی صورت میں پھر وہ سپریم کورٹ کے فیصلے ......

جناب چیئرمین: حاجی گل آفریدی صاحب۔

حاجی گل آفریدی: میں Interior Minister سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر Licence issue ہو گیا ہو تو اس کا اندراج یا اس پہ اسلحہ ہم کہاں سے لے سکیں گے۔ یہ مجھے بتا سکیں گے کہ اسلحہ ہم کہاں سے لے سکیں گے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب! میں اس کی اطلاع لے کر پھر بتا سکوں گا۔

حاجی گل آفریدی: میں آپ کو یہ بات بتاؤں کہ مجھے Licence ملا ہے اور ہم Political Agent سے پہلے اسلحہ لیتے تھے۔ اب وہ بند کر دیا گیا ہے۔ براہ کرم اس کو اجازت دے دیں کہ ہم وہاں سے لے لیں یا ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے قبائلی علاقہ سے لے لیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: یہ جناب والا! information لے کر بتا سکوں گا کیونکہ اس کے بارے میں اطلاع مکمل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال جی 34 جناب اقبال حیدر صاحب۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین! میرا ایک سوال ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں تین سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

بیگم نسرین جلیل: آپ نظر ہی نہیں ڈالتے۔

Mr. Chairman: I am trying to give a chance to everybody. Would you want to ask a question on 34?

یہ بھی Interior کا سوال ہے نمبر ۳۴۔

34. ***Sayed Iqbal Haider:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) the number of residential plots in "E", "F", "G" and "I" series of

Islamabad, separately, indicating also total area of the plots allotted, given on lease or sold by CDA, in each series, so far;

(b) the number of commercial plots in each commercial centre of Islamabad indicating also total area of all the commercial plots allotted, given on lease or sold by CDA, so far;

(c) the number of industrial plots in each industrial sector of Islamabad indicating also total area of all the industrial plots allotted, given on lease or sold by CDA so far;

(d) the total amount of property tax collected from each of the said categories of the plot during 1996-97, 1997-98 and 1998-99;and

(e) the amount of property tax outstanding indicating also the names of such defaulters the amount due and payable by each of them?

Ch. Shujaat Hussain: (a) I 86647 residential units stand planned in "E", 'F', 'G', and 'I' series of Islamabad.

II. Total area of the plots allotted, given on lease or sold by CDA, is 1021169572+1018406.91 Sq. yeards. Details are attached at Annexure 'A'.

(b) 1. 3707 commercial plots have been planned in Markaz, Class-III shopping centre, Blue Area, I&T Centre and I-11, Islamabad.

II. Total area of the plots allotted, given on lease or sold by CDA is 1136042.00 Sq. yerds. Details are attached at Annexure 'B'.

(c) 1.1498 industrial plots have been planned in Sector, I-8, I-9, I-10, I-12 and Kahuta Triangle, Islamabad.

II. Total area of the plots allotted, given on lease or sold by CDA is 2918167.99 Sq. yards. Details are attached at Annexure 'C'.

(d) Details are attached at Annexure 'D'.

(e) It is a lengthy information which needs sufficient time and checking. However, a readily available list of defaulters is enclosed at Annexure-E.

(Annexures has been placed on the Table of the House a copy has also been provided to the member).

جناب چیئرمین، جی حسین شاہ راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی، نہیں جناب I am sorry, no question.

Mr. Chairman: Any other question? No question. Next Question No .36, Dr. Ismail Buledi Sahib.

36. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state the total number of employees working in C. D. A. with grade-wise and Province-wise break-up?

Chaudhry Shujaat Hussain: The total number of employees working in Capital Development Authority with grade-wise and province-wise break-up is available at Annexure-A.

ANNEXURE - A.

NUMBER OF EMPLOYEES WORKING IN CDA WITH GRADE WISE AND PROVINCE WISE BREAK UP.

S.No.	B.P.S.	Punjab	N.W.F.P.	Sindh	Baluchistan	FATA	AJK	Total
1.	1	-	-	-	-	-	9	6158
2.	2.	-	-	-	-	-	-	610
3.	3.	16	7	-	-	14	9	46
4.	4.	253	114	-	1	17	15	400
5.	5	1251	315	37	1	82	7	1693
6.	6	216	155	2	-	41	7	421
7.	7	516	83	3	-	24	11	637
8.	8	172	58	-	-	48	5	277
9.	9	106	10	3	-	1	1	121
10.	10	5	5	-	-	-	-	10
11.	11	370	35	18	14	11	8	448
12.	12	71	8	2	-	1	4	86
13.	13	13	-	-	-	-	-	13
14.	14	59	9	3	1	-	1	73
15.	15	179	10	6	1	1	-	196

16.	16	135	23	6	1	2	3	170
17.	17	188	27	38	8	6	5	277
18.	18	86	34	18	1	3	2	144
19.	19	27	11	3	1	1	-	43
20.	20	4	2	-	-	1	-	7
21.	21	-	1	-	-	-	-	1
	Totals	3669	901	139	28	253	79 =	11,837

NOTE : No Provincial/Regional quota is being observed in BPS-1 and BPS-2.

Mr. Chairman: Supplementary question?

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! گریڈ اور صوبہ وار جو فگرز یہاں دیئے گئے ہیں ان میں ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷ میں آپ دیکھیں تو بلوچستان اور سندھ سے خاص کر، یہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ 11637 میں سے ہمارے صرف 28 ہیں سی ڈی اے میں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بیس اکیس اور سترہ، اٹھارہ میں کس بنیاد پر ایسا ہوا؟ کیا کوٹہ سسٹم کو مد نظر رکھا تھا اور اس کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے کس لیے بلوچستان کو نظر انداز کیا ہے؟ نمبر۔1۔

نمبر۔2 موجودہ CDA کے Chairman کے پاس تین charges ہیں، تین محکمے اس کے پاس ہیں، ایک وہ سی ڈی اے کا چیئرمین ہے، ایک چیف کمشنر اسلام آباد ہے اور Capital Administration Development Division کا انچارج ہے جو ابھی دو مہینے ہوئے ہیں بنا ہے۔ ہمارے بلوچستان سے جو بھی آفیسرز آتے ہیں تو اسی بدقسمت Division میں بھیج دیتے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتاہوں کہ اس کا نعم البدل پاکستان میں کوئی بندہ نہیں ہے تو کم از کم وہ بھی واضح کر دیا جائے کہ پاکستان کے تمام معاملات اس بندے کے سوا نہیں چل سکتے ہیں تو ٹھیک، اگر نہیں تو یہ حق تلفی ہے۔ تین charges اس کے پاس ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں اور کس بنیاد پر اور کس طرح ان کو انہوں نے تین charges دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! ذرا سوال ملاحظہ فرمائیے اور پھر حکم دیجئے کہ

کیا یہ-----

جناب چیئرمین- پہلے سوال کا جواب دے دیں وہ جو کوٹے کا پوچھ رہے ہیں-

میاں محمد یٰسین خان وٹو- جناب! میں کوٹے کا عرض کرتا ہوں- کوٹے میں یہ position ہے کہ ان کے جو total employees ہیں وہ 11,837 ہیں' ان میں سے 6158 اور 610 یہ grade-1&2 کے ہیں اور نیچے note دیا ہوا ہے کہ grade-1&2 کے لوگ ہیں وہ کوٹہ basis پر نہیں ہوتے' وہ لوکل ہوتے ہیں' ان پر کوئی پابندی نہیں کہ جہاں کا بھی ہو جائے-

اب باقی کے لئے جو کوٹہ ہے وہ جتنا بھی بچتا ہے یہ تقریباً 7000 کے قریب ہو جاتے ہیں تو یہ 4000 کے قریب باقی بچتے ہیں یا 5000 کے قریب بچتے ہیں- اس میں بھی یہ درست ہے کہ بلوچستان کے کوٹے سے کم ملازمین کی appointment ہے لیکن میں نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ آئندہ جو recruitment کریں اس میں پوری کوشش کریں کہ اگر کسی صوبے کی اس کے کوٹے میں کوئی کمی ہے تو اس کو پورا کر دیا جائے- اس کے لئے اقدامات کئے جائیں-

جناب چیئرمین- سیف اللہ پراچہ صاحب-

جناب سیف اللہ خان پراچہ- میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیسے انہوں نے total employees 11,837 بتائے ہیں اس میں انہوں نے بلوچستان کے 28 بتائے ہیں-

میاں محمد یٰسین خان وٹو- یہ 29 بنتے ہیں' کوئی فرق ہے؟

جناب سیف اللہ خان پراچہ- اچھا 29 ہیں تو آپ کیا قدم اٹھا رہے ہیں یا اقدام اٹھا رہے ہیں تاکہ بلوچستان کے لوگ اپنے حساب سے پوری employment لے سکیں-

میاں محمد یٰسین خان وٹو- جی میں نے پہلے ہی یہی عرض کیا ہے کہ جس وقت میرے notice میں یہ بات آئی ہے میں نے محکمے کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ آئندہ recruitment میں یہ کوشش کریں کہ جس صوبے کے لوگ کوٹے سے کم ہیں اس کا کوٹہ پورا کیا جائے-

جناب چیئرمین- یہ کہتے ہیں کہ کب تک ہو جائے گا-

میاں محمد یٰسین خان وٹو- یہ کہنا مشکل ہے لیکن جوں جوں نوکریاں نکلتی رہیں گی

یہ کوشش کی جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ پہلے تو آپ ہمارے اس کوٹے کے مسئلے کو حل کریں کہ یہ ۵۰۲ فیصد بنتا ہے یا ۳۰۵ فیصد بنتا ہے۔ میں نے ہر دفعہ یہ سوال اٹھایا ہے اور آپ گول مول کر جاتے ہیں، ہمیشہ آپ کا گول مول مسئلہ ہوتا ہے۔ ابھی بھی لوگ CSS میں appear ہوئے ہیں آپ نے ہمیں ۳۰۵ فیصد کے حساب سے دیا ہے۔ آپ ہمیں 81 کے مردم شماری کے مطابق ۵۰۳ فیصد دینے کو تیار ہیں یا یہ کھیلے بازی چلتی رہے گی اور ہم 71 کی مردم شماری کے مطابق صرف ۳۰۵ فیصد لیں۔ سب سے زیادہ مظلوم بھی ہم ہیں، سب سے زیادہ متاثر بھی بلوچستان ہے اور سب سے زیادہ نظر انداز بھی بلوچستان ہے تو آپ اس کا کیا حل نکالیں گے سب تمام محکموں میں۔ یہ مذاق چھوڑیں ہمیں جو 81 کی مردم شماری کے مطابق کوٹہ ہے اس کے مطابق دیں۔

جناب چیئرمین۔ وٹو صاحب ہر دفعہ یہ مسئلہ اٹھایا جاتا ہے کہ ۳۰۵ ہے یا ۵۰۳ ہے تو اس میں اصل بات کیا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اصل میں عرض یہ ہے کہ پہلے تو پچھلی مردم شماری کے مطابق ہے وہ ۳۰۵ فیصد ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ 71 کی کہہ رہے ہیں ناں۔ یہ check کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ یہ 71 کی ہے۔ ہمیں 81 کے مطابق treat کریں۔ یہ دو دفعہ سوال اٹھایا گیا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ یہ 81 میں بھی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ check کریں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ یہ 71 کا possible نہیں ہے کیونکہ ساری چیز 81 کی مردم شماری پر ہو رہی ہے اس کے مطابق 3.5 ہے اور ہر stage پر اس کو examine کیا جاتا ہے۔ اب موجودہ جو مردم شماری ہے جس وقت اس کی official notification جاری ہو جائے گی،

گزٹ جاری ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کو re-examine کیا جائے گا اور اگر ان کا حصہ 5% بنتا ہے تو وہ 5% کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! آپ ان کو directive دیں کہ 1981 کی مردم شماری کے مطابق عمل کریں۔ یہ زیادتی کر رہے ہیں، تجاوز کر رہے ہیں، عوام کو مطمئن کریں۔

جناب چیئرمین۔ وٹو صاحب! چیک کر لیں کہ یہ 1981 کی مردم شماری کے مطابق ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں چیک کر لوں گا۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔ جناب چیئرمین صاحب! میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ کل 11831 افراد ہیں اور سندھ سے 139 افراد ہیں سندھ کا جو باقی کوٹہ بچتا ہے وہ کب اور کس طرح پورا کریں گے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ میں نے صرف بلوچستان ہی کے لئے محکمے کو ہدایت نہیں کی بلکہ میں نے یہ ہدایت کی ہے کہ جس صوبے کا بھی اس کے کوٹے سے حصہ کم ہے اس کو پورا کرنے کی بتدریج کوشش کی جائے۔ یہ already کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اگلا سوال نمبر 37، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

37. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) the functions and responsibilities of FC Coast Guards in Balochistan; and

(b) the number of cases unearthed by FC Coast Guards during the last two years?

Chaudhry Shujaat Hussain: (a) Following are the functions and responsibilities of FC and Coast in Balochistan:-

FC Balochistan

Following tasks are assigned to FC (Balochistan):-

(1) Man international borders along Afghanistan and Iran against intrusions.

(2) Assist provincial government in the maintenance of law and order and any other security duties in the Province of Balochistan or as required by the Federal Government.

(3) Carry-out anti-arms/ammunition smuggling , anti-narcotics and anti-smuggling duties along the international border, within the specified area in the Province of Balochistan.

(4) Protect important Lines of Communications in the Province of Balochistan.

(5) Collect, collate and disseminate information and intelligence.

Pakistan Coast Guards

Tasks assigned to Pakistan Coast Guards are as under:-

(1) Prevention of smuggling.

(2) Prevention of illegal immigration to and migration from the country.

(3) Stopping enemy agents or saboteurs from infiltrating into the country along the coasta areas.

(4) Supplementing defence of coastline in war.

(b) The performance of these forces in the Province of Balochistan during last two years is as under:-

Frontier Corps (Balochistan)

Upto August, 1999

Cases registered 3314

Value of seized items	918.17 (million)

Pakistan Coast Guards

Upto July, 1999	
Cases registered	914
Value of seized items	141.594 (million)

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ۔میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایف سی اور کوسٹ گارڈ بلوچستان میں خاص طور پر بارڈر کے علاقوں میں متعین ہیں ۔ ان کے متعلق ہم نے وزیر اعظم سے بھی شکایت کی ہے۔ وزیر اعظم نے وزیر داخلہ شجاعت حسین کو بھی وہاں بھیجا اور انہوں نے ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان کے ساتھ میٹنگ بھی کی ۔ تمام متعلقہ حکام کو بلایا گیا تھا۔ انہوں نے کوئی notification بھی کیا لیکن وہاں بارڈرز پر جو آئی جی اور کرنل ہیں انہوں نے اس نوٹیفیکیشن کو پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہے۔ یہ بڑا اہم سوال ہے جناب چیئرمین! یہ لوگوں کو بہت تنگ کر رہے ہیں، خاص طور پر اتھل کوسٹ پر جو بسیں کوئٹہ سے کراچی آتی ہیں، یہ ایسے بدتمیز ہیں کہ عورتوں کو پکڑ کر اتارتے ہیں، یہ ہمارے کلچر کے خلاف ہے، ہم بہت پریشان ہیں، ان کو چیک کرتے ہیں، اگر کسی کے پاس چھ دوپٹے ہیں تو کہتے ہیں کہ تین ہمیں دے دو۔ اسی طرح میک اپ کے لئے اگر چھ چیزیں ہیں تو کہتے ہیں کہ تین یہاں رکھو ۔ اگر ایک درجن پیالے ہیں تو کہتے ہیں چھ ادھر رکھو اور روزانہ سامان سٹور کرکے کراچی بھیج دیتے ہیں، وہاں دکانداروں سے ان کا لنک ہے۔ وہ اس ایوان میں بتائیں کہ اس میں وزیر داخلہ بھی partner ہے یا نہیں ہے۔ اگر وزیر داخلہ partner نہیں ہے تو کون سی مجبوری ہے ۔ ایف سی اور کوسٹ گارڈ مکران میں ہر گاڑی سے بیس ہزار روپے ماہانہ بھتہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کام کرو۔ بڑے بڑے ہیروئن بیچنے والوں سے باقاعدہ کروڑوں روپے لے کر اورمارہ دریا سے لوڈ کر کے امریکہ بھیج دیتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تدارک کیا جائے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! یہ فاضل ممبر صاحب کی زیادتی ہے کہ سوال کرتے ہوئے انہوں نے وزیر داخلہ صاحب کو ملوث کرنے کی کوشش کی ہے ۔

Mr. Chairman: I think, we should avoid personal aspersions. We should respect each other.

ہم سب عزت دار لوگ ہیں' ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیئے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اگر میں معزز رکن کی شان میں گستاخی کروں تو وہ کیسا محسوس کریں گے؟ کسی پر غیر ضروری الزام تراشی نامناسب ہے ۔ حزب اختلاف کا بھی اپنا مقام ہے اور وہاں بھی ہم نے اپنی روایات کو قائم رکھنا ہے ۔

Mr. Chairman: I fully agree with you.

اور خصوصاً ہمارا تو اسلامی ملک ہے' اسلامی کلچر ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اپنے سوال کرنے کے حق کو اس طرح استعمال کریں کہ دوسرے کا حق مجروح نہ ہو۔ میں عرض کروں گا کہ وہ جو بھی شکایت فرمائیں' کسی شخص نے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے یا رشوت لی ہے تو مہربانی کرکے وہ پوائنٹ آؤٹ کریں' اس کا پرچہ درج کرائیں' اگر وہاں نہیں جاتے تو ہمیں درخواست دے دیں' ہم انکوائری کریں گے اور جو بھی اس کا ذمہ دار پایا گیا اس کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ Generally ہر ایک کو پہلے ہی ہدایت ہے' پھر بھی ہم ہدایت کریں گے کہ سب لوگوں کے ساتھ پولیس یا ایف سی یا گارڈز کا رویہ اچھا ہونا چاہیئے ۔ ہر شہری کی عزت کی جانی چاہیئے لیکن اگر کسی نے کوئی جرم کیا ہے تو اطلاع دیں۔ جرم کی سزا بغیر انکوائری' تفتیش یا بغیر ٹرائل کے نہیں دی جا سکتی۔ اگر وہ ہمیں شکایت بھیجیں گے تو ہم انکوائری کریں گے' تفتیش کریں گے' چالان کریں گے' اگر وہ مجرم ہے تو کوشش کریں گے کہ عدالت سے قرار واقعی سزا ہو۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب والا! ایف سی اور کوسٹ گارڈز کا بلوچستان میں ظلم اور ان کی زیادتیاں زبان زد خاص وعام ہیں اور سوال کا جو پہلا حصہ ہے جس میں پوچھا گیا ہے

the functions and responsibilities of FC, Coast Guards in Balochistan;

میرا جو پہلا ضمنی سوال ہے وہ یہ ہے کہ یہ جو انٹرنیشنل بارڈرز ہیں اس میں FC یا Coast Guards سمگلنگ کو کنٹرول کرنے کی بجائے اور کاموں میں پڑ گئے ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کے اندرونی علاقوں میں آ کر اپنی پوسٹیں قائم کر دی ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں ان کی پوسٹیں

ساحل اور بارڈر سے ہٹ کر بنائی گئی ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی function کیا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو 3.5 million لوگ بارڈر کراس کرکے مہاجرین کی شکل میں اس وقت بھی بلوچستان میں موجود ہیں۔ کیا یہ اس چیز کا برملا ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے فرائض میں کوتاہی کرکے بلوچستان کے لوگوں پر ظلم و زیادتی کی ہے؟ دوسرا جو انہوں نے کہا ہے کہ Assist the Provincial Government in the maintenance of law and order and any other security duties in the province of Balochistan. تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا تفتان میں جو حال ہی میں فائرنگ ہوئی۔ انہوں نے حافظ نعمت اللہ کو مارا اور سات بندوں کو گولی سے زخمی کیا۔ کیا یہ انہوں نے صوبائی حکومت کی اجازت سے کیا ہے؟ اسی طرح مچھ کے اندر جو ظلم و زیادتی کی گئی ہے جس میں رجب علی کو انہوں نے -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے چار سوال کر دیئے۔ جواب تو دے دیں ناں۔ پہلا سوال ان کا یہ ہے کہ یہ تو بارڈرز کی سمگلنگ روکنے کے لئے ہے۔ انہوں نے صوبہ بلوچستان کے اندر پوسٹیں قائم کی ہوئی ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! دوسرا آپ پڑھ لیں۔ خود انہوں نے پڑھا ہے کہ وہ پہلا function ہے۔ دوسرا ہے Assist Provincial Government in the maintenance of law and order and any other security duties in the Province of Balochistan or as required by the Federal Government. تو وہ بھی ان کے فرائض میں شامل ہے۔ جب صوبائی حکومت کو یا فیڈرل گورنمنٹ کو ضرورت ہے تو وہ انہیں حکم دیتی ہے کہ وہ باقی جگہوں پر بھی جا سکتے ہیں۔ وہ ان کا پہلا فرض ہے اور یہ بھی ان کا دوسرا فرض ہے۔

جناب چیئرمین: دوسرا آپ کا کیا سوال تھا؟

جناب حبیب جالب بلوچ: دوسرا یہ تھا کہ بلوچستان کے اندر سُراب میں ۳ بندے شہید ہوئے۔

جناب چیئرمین: اس کا سوال سے تعلق نہیں ہے۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب چیئرمین! سُراب، تفتان، مچھ اور سوئی گیس فیلڈ

میں جو زیادتیاں ہوئی ہیں کیا یہ کام فیڈرل گورنمنٹ کی ہدایت پر انہوں نے کیا ہے یا صوبائی حکومت کی ہدایت پر کیا ہے؟

جناب چیئرمین: اس کا سوال سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! یہ سوال سے arise نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: تفتان اور تُمراب کا تعلق اس سوال سے نہیں ہے۔ اس سوال کے جواب میں وہ چیزیں نہیں آتیں۔ یہ جو specific details ہیں۔ کس کو پتہ ہوگا کہ وہاں پر کیا واقعہ ہوا اور کون مجرم ہے؟

جناب حبیب جالب بلوچ: نہیں یہ جو باہر سے ہیروئن اور دوسری اشیاء آ رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جو مہاجرین آئے ہیں تو کیا ان کو روکنا ان کی ذمہ داری نہیں تھی؟ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی سے ہٹ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! افغانستان میں جنگ ہوتی رہی ہے۔ سارے پاکستان میں وہاں سے مہاجر آئے ہیں۔ جہاں کہیں بھی کوئی ایسا سلسلہ ہوتا ہے تو مہاجروں کو عزت اور احترام کے ساتھ receive کیا جاتا ہے۔ بجائے اس بات کے کہ ان کو وہاں سے مار کر نکال دیں اور ادہر سے آپ مارنا شروع کر دیں۔ وہ ان کی کوتاہی میں نہیں آتا۔

جناب چیئرمین: جی قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین: جناب چیئرمین! یہ پاکستان کوسٹ گارڈ کے بارے میں prevention of smuggling. جناب یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے۔ prevention of smuggling at the borders اور آپ کو معلوم ہے کہ سمگلنگ کی اشیاء سارے شہروں میں بکتی ہیں۔ تو وہاں سے اگر کوئی آدمی سمگلنگ کی چیز خریدتا ہے اور ساتھ رسید بھی لیتا ہے۔ تو کئے cases ایسے ہوئے ہیں کہ پاکستان کوسٹ گارڈ نے ان consumers کو پکڑ لیا۔ میرے نوٹس میں بھی ایک کیس آیا۔ جن کو میں نے کہا کہ یہ رسید موجود ہے اور اس شخص نے یہ فلاں مارکیٹ سے خریدا ہے۔ اس کے باوجود بھی اس کی prosecution بند نہیں کی گئی۔ تو پہلے اس کی definition

چاہیئے۔

prevention of smuggling at the borders and what are the powers of coast guards, whether they have powers to intercept or pick up ordinary citizens who have been shopping in the markets where all the smuggled goods are available. No.1?

No.2. They have stated about the cases registered for smuggling, they have not bifurcated, because they have also said that they are responsible for checking illegal immigrants. Number of cases that they have registered is only 914.

(At this stage Aazan for Maghrib prayers was heard)

Mr. Chairman: The House is adjourned for 15 minutes.

(The House then was adjourned for 15 minutes for Maghrib Prayers)

[The House re-assembled after Maghrib prayers with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair].

جناب چیئرمین: سوال نمبر ۲۷ پر بات ہو رہی تھی۔ خواجہ قطب الدین صاحب! آپ کا کہنا یہ تھا کہ ایک آدمی عام مارکیٹ سے چیز خریدتا ہے، رسید اس کے پاس ہوتی ہے، اسے کیا پتہ ہے کہ یہ چیز کہاں سے آئی ہے، اسے بھی تنگ کرتے ہیں، اس پر منسٹر صاحب آپ فرمائیں۔

Khawaja Qutabuddin: Is the law provides for that or not, No.1?

جناب چیئرمین: میاں صاحب! ہو یہ رہا ہے کہ مثلاً یہاں اسلام آباد کی مارکیٹ ہے، آپ وہاں پر جائیں، آپ کو دنیا جہان کی چیزیں ملتی ہیں۔ ایک آدمی جاتا ہے، وہاں سے چیز خریدتا ہے، اب دکان میں پڑی ہوئی چیز کو کوئی نہیں چھیڑتا، باڑہ بھرا ہوا ہے، وہاں پولیس نہیں جاتی، Coastal Guards بارڈر پر تنگ نہیں کرتے، جب لوگ کوئٹہ کے قریب آتے ہیں تو وہاں پکڑ لیتے ہیں۔ یہ چیزیں لوگوں کو پریشان کرتی ہیں۔ اگر smuggling کو روکنا ہے تو باڑہ کے بازار میں

جا کر کیوں نہیں روکتے؟ آپ کسی مارکیٹ میں چلے جائیں، لاہور کی لبرٹی مارکیٹ میں دیکھیں دکانیں بھری پڑی ہیں، اسلام آباد میں ابھی جا کر دیکھیں دکانیں بھری پڑی ہیں، سب چیزیں ملتی ہیں لیکن جب کوئی آدمی چیز لے جاتا ہے تو اسے پکڑ لیتے ہیں۔ جی ٹی روڈ پر پچاس اڈے کھلے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو ایک قصہ بتاؤں، میرے پاس ٹرک ڈرائیور آئے، وہ کہنے لگے کہ ہم جب ٹرک چلاتے ہیں تو پولیس ہمیں کہتی ہے کہ تم ٹرک کھڑا کرو۔ ٹرک کھڑا کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ ریت کا ٹرک ہے لیکن اس کے نیچے تم نے افیون رکھی ہوئی ہے، اسے خالی کرو۔ اگر پیسے دیں تو کام بن جاتا ہے، نہیں تو خالی کرواتے ہیں، پھر رات کے بارہ بجے کہتے ہیں کہ خود اسے re-load کرو۔ یہ حالات ہیں جس سے لوگ پریشان ہیں، something should be done about it.

Khawaja Qutabuddin: Sir, I would like to correlate this further. Now, they say that the task is to prevent smuggling. The total smuggling that is being done in Pakistan is to the tune of approximately, these are only estimates, six to 7 billion rupees. Now, what is the performance? They have registered 914 cases, which has not also been said clearly that whether they got some illegal immigrants, how many number of smuggling cases they have detected. And the value of seized items, look at this figure 6 to 7 billion is the total smuggling and the value is 141.5 million. Dismally low, perhaps we are spending more on coast guards than what the cases that they have detected. So, I would like to know sir, if this is the job then what are they doing? So, I would like to know from where they have to stop the smuggling? Instead of seeing the borders they are harassing people and ordinary citizens, when they buy the stuff in the local markets.

جناب چیئرمین: جی اب وزیر صاحب کو جواب دینے دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! اس میں ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ جس طرح

آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ ٹرک والے کہتے ہیں کہ ہمیں پولیس کہتی ہے کہ یہ اتارو، خالی کرو ٹرک کو، اس کے نیچے آپ نے افیون رکھی ہوئی ہے یا کوئی اور چیز رکھی ہوئی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر پیسے دیں تو یہ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اب اگر وہ شکایت کریں higher officers سے تو انکوائری کر کے ان لوگوں کو سزا دی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: کون شکایت کرے گا؟

میاں محمد یسین خان وٹو: وہ شخص شکایت کرے جس شخص سے وہ رشوت لیتے ہیں یا کوئی دوسرا شکایت کر دے تو پھر اس کے خلاف کارروائی کر کے سزا دی جا سکے گی۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب یہاں کا جو culture ہے، اس میں اس کو پتہ ہے کہ شکایت کرنے سے وہ مزید پھنس جائے گا۔ لیکن ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ ان چیزوں کو دیکھیں اور اصلاح کی کوشش کریں۔

میاں محمد یسین خان وٹو: جی انشاء اللہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ میں جتنی بھی مشکلات ہیں ان کو دور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور: جناب والا! جواب میں FC کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ August 99 تک 3314 cases رجسٹر ہوئے ہیں اور ان کی مالیت 918.17 million تھی، اسی طرح up to July 99 Coast Guard نے 914 کیس رجسٹر کئے ہیں اور ان کی value بھی بتائی گئی ہے۔ آیا ان کیسوں کا result کیا نکلا اور ان میں وہ کون سی چیزیں تھیں جو سمگلنگ کی مد میں آتی ہیں اور انہوں نے وہاں ضبط کی ہیں یا کیس رجسٹر کئے ہیں۔ اتنی رقم کیا خزانے میں جمع ہوئی ہے؟ ان کا فیصلہ ہوا ہے یا ابھی تک زیر التواء ہیں؟

میاں محمد یسین خان وٹو: جناب والا! سارے کیسوں کے بارے میں تو اس وقت میں عرض نہیں کر سکتا۔ لیکن جن چیزوں کے بارے میں یہ کیس رجسٹر ہوئے ہیں یا جو برآمد ہوئی ہیں، ان میں narcotics ہے، food stuff ہے، contraband items ہیں، حشیش ہے، افیون ہے، ہیروئن ہے اور طرح کی اور commodities ہیں۔ اور کیسوں کے بارے میں میں نے عرض کیا کہ

اتنے کیسوں کے بارے میں ، میں off hand جواب نہیں دے سکتا۔ اس کے بارے میں اگر آپ نیا سوال فرما دیں تو جواب دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی طاہر بزنجو صاحب۔

جناب محمد طاہر بزنجو: جناب والا! ہمارا جو کوسٹل ایریا ہے اس کا 70 فیصد بلوچستان میں پڑتا ہے۔ لیکن کوسٹ گارڈز میں بلوچستان کے لوگ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ دوسرا آیا اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور ہے کہ بلوچستان کے ساحلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کوسٹ گارڈز میں بھرتی کیا جائے، جس سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی زیادتیاں اور ناانصافیاں ہیں ان کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے پارلیمانی امور۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! یہ بھی اس سوال سے متعلق تو نہیں ہے لیکن یہ پتہ کر کے بتایا جا سکتا ہے۔ اگر وہ نیا سوال دے دیں تو پتہ کیا جاسکتا ہے کہ اس میں جتنے گارڈز ہیں ان میں percentage کیا ہے بلوچستان کے ملازمین کی۔ جب ہمارے سامنے basis ہو تو اس کا جواب صحیح طور پر دیا جا سکتا ہے اور جب علیحدہ سوال ہو تو اس کا جواب دیا جائے گا۔

میں جناب آپ کی وساطت سے فاضل ممبر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سے پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں عرض کر چکا ہوں کہ جہاں بھی کسی صوبے کا ، خاص طور پر بلوچستان کا ، جہاں بھی ان کے حق سے کم ان کو جگہیں ملی ہیں اس حق کو بحال کیا جائے گا آئندہ سلیکشن میں اور یہ حکومت کا اصولی فیصلہ ہے کہ جہاں کوئی ایسی کمی ہے اس کو بعد کی بھرتیوں میں بتدریج مکمل کیا جائے گا۔

Mr. Chairman: OK, Next Question No.38, Haji Javed Iqbal Abbasi Sahib. Supplementary question?

حافظ فضل محمد صاحب اس پر سوال پوچھیں گے۔ جی فرمائیے۔

حافظ فضل محمد: یہ اسی 37 کے متعلق ہے جو سوال چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں اب تو 38 پر آ گئے ہیں۔

حافظ فضل محمد: اس پر اگر ایک سوال کی اجازت ہو۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! فیصلہ یہ ہوا تھا کہ تین سے زیادہ اجازت نہیں۔

حافظ فضل محمد: آپ دوسروں کو موقع دے دیتے ہیں لیکن جو شرافت سے کام لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں کرلیں حافظ فضل محمد صاحب۔ آخری بس۔

حافظ فضل محمد: ایف سی کے بارے میں اور کوسٹ گارڈ کے بارے میں دونوں کے بارے میں فرائض منصبی کی انہوں نے جو تفصیل دی ہے ان میں تقریبا دو تین چیزیں مشترک ہیں یعنی جو بین الاقوامی سرحدیں ہیں، سمگنگ کی روک تھام ہے وغیرہ۔

اب میں جناب وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ان کے فرائض منصبی مشترک ہیں اس کی بنیادی وجہ کیا ہے کہ یہ ایک الگ ادارہ ہے وہ الگ ادارہ ہے۔ پھر فرائض ان کے ایک ہی قسم کے ہیں یہ اس بات کی غماض ہے کہ وہ اپنے ہی اداروں پر اعتماد نہیں کرتے کہ ان کو بھی یہی فریضہ سونپا گیا ہے دوسرے کو بھی اسی فریضے سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ اگر سرحدوں کی حفاظت ہے اور سمگنگ کی روک تھام ہے تو وہ تو ایف سی کے بھی فرائض منصبی میں ہے اور کوسٹ گارڈز کو بھی یہی فرائض انہوں نے سونپ دیے ہیں یعنی یہ اشتراک ہے فرائض منصبی میں اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ ایک۔ اور اس کے ساتھ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ بارڈ پر، جو خاص بارڈر ہے وہاں پر ایران کے ساتھ، افغانستان کے ساتھ وہاں ان کی کتنی چوکیاں ہیں اور بارڈرز کتنے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ اتنا تو نہیں ہو گا بہرحال جی وزیر صاحب۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: جناب والا! عرض یہ ہے کہ جو ایف سی ہے وہ افغانستان اور ایران کے بارڈرز کو look after کرتی ہے جس طرح تفصیل میں بتایا گیا ہے۔ اور کوسٹل گارڈز جو ہیں وہ سمندر کے قریب operate کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ۔ تو ان کی وہاں ضروریات علیحدہ ہوتی ہیں۔ مثلا اگر کوئی کشتیوں پر آ کے سمگنگ کرے گا کوئی دوسری چیزوں پر

کرے گا۔ ٹھیک ہے کہ سڑک پر بھی کرے گا لیکن اس کے لیے ایک خاص قسم کی تربیت کی ضرورت ہے، خاص قسم کے فرائض کی ضرورت ہے۔ دوسری جگہ پر دوسری ضرورت ہے۔ اس لیے یہ علیحدہ علیحدہ دونوں کو رکھا گیا ہے۔

Mr. Chairman: Next Question 38, Javed Iqbal Abbasi Sahib.

38. ***Haji Javed Iqbal Abbasi:** Will the Minister for Kashmir Affairs, Northern Affairs, States and Frontier Regions be pleased to state:-

(a) the total number of candidates appeared for the posts of LDCs in the Ministry during the 1994, 1995 and 1996, merit position of their test and the names of selected persons; and

(b) whether it is a fact that the close relatives of selected persons were employees of the Ministry at that time, if so, the names and designation of those employees?

Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majeed: (a) No recruitment of LDCs was made in this Division during the years 1994, 1995. However applications were invited for filling-up one vacancy of LDC in KA & NA and 04 vacancies in SAFRON, in 1995. The factual position of the recruitment in 1996 is as under:-

	KA&NA Div	SAFRON Div
No. of candidates appeared for test.	25	32
Merit position after test/ interview by D.S.(C).	Mr. Irfan Rashid, LDC	Mr. Gul Muhammad LDC
	Mr. Shaukat Ali, LDC	Mr. Tariq Masood LDC

	KA&NA Div	SAFRON Div
		Mr. Muhammad Shahzad, LDC Mr. Muhammad Hassan, LDC
Names of selected person	Mr. Irfan Rashid, LDC	-do-

(b) The candidate so selected in Kashmir Affairs & Northern Areas Division (Mr. Irfan Rashid) happens to be a son of Mr. M. Abdul Rashid Ahmad, who was, at that time, working as P.S. to Secretary, whereas the selected candidates from SAFRON were having no relationship with any of the officials working in the SAFRON Division.

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

ملک عبدالرؤف خان ، جناب میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ written ٹیسٹ تو ہوتا ہے۔ جو انٹرویو ہے اس میں کیا بات پوچھی جاتی ہے جس سے یہ میرٹ وغیرہ مقرر کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: Minister for Kashmir Affairs.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) ملک عبدالمجید ، جناب چیئرمین! یہ selection کا ایک طریقہ کار ہے جس کا تعین Establishment Division کرتی ہے اور سسٹم یہ ہے کہ There is a written test اور اس کے بعد ایک DSC ہوتی ہے جو Departmental Selection Committee ہے ۔ اس میں یہ جو particular سوال ہے جس میں ایل ڈی سی کی بھرتی ہے اس میں ڈپٹی سیکریٹری اور سیکشن آفیسر سلیکشن کمیٹی کے ممبر ہوتے ہیں۔ انٹرویو میں ایک تو یہ ہے اس کا جو میرٹ ہوتا ہے اس میں ان کی جو qualification ضرورت ہوتی ہے وہ میٹرک اور 33 الفاظ فی منٹ ان کی ٹائپنگ سپیڈ ہو اور پچیس سال عمر ہونی چاہئیے۔ یہ سب qualification کر کے پھر

انٹرویو کرنے والے اس سے مختلف سوالات پوچھتے ہیں which are concerned with the Department and so on اب اس کے لیے یہ کہہ دینا کہ انٹرویو میں کیا دیکھتے ہیں' اس کی personality دیکھتے ہیں' اس کی زبان دیکھتے ہیں' اس کا get up دیکھتے ہیں' اس کا trun out دیکھتے ہیں۔ وہ کیسے explain کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اکٹھی کرکے اس آدمی کو دیکھا جاتا ہے۔

Mr. Chairman: Any other question. Yes Aaqil Shah Sahib.

جناب عاقل شاہ ، انہوں نے بتایا ہے کہ یہ qualification ہونی چاہئیں مگر اگر آپ دیکھیں کہ دوسرے نمبر پہ وہ کہتے ہیں مسٹر عرفان راشد happens to be the Son of Mr. M. Abdul Rashid Ahmad,who was, at that time, working as P.S. to Secretary تو Secretary کے P.S. کے بچوں کو اختیار ہے۔

جناب چیئرمین - ایسا ہے کہ He just happened to be, otherwise merit پہ آتا ہو گا۔

سید عاقل شاہ۔ نہیں جناب۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال Minister صاحب بتائیں گے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک - یہ سوال 1994, 1995, 1996 سے متعلق ہے اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ پہلے دونوں سالوں میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی اور 96 میں چار LDCs کی vacancies تھیں' چار آدمی بھرتی ہوئے ہیں۔ یہ fact ہے کہ ایک لڑکا اس کا بیٹا ہے جو Private Secretary to the then Secretary تھا - اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی - سیکرٹری کا بیٹا ہونا میرے خیال میں کوئی ایسا گناہ نہیں ہے may be he has worked hard and come up. I cannot say at that لیکن certainly جو officials کے بیٹے ہیں they must take their rightful place in the selection.

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا وزیر موصوف سے وفاقی حکومت کے حوالے سے سوال ہے - LDC اور چھوٹے ملازمین ہیں - کیا یہ میری اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ 1 سے 15

گریڈ تک کے ملازمین respective areas of provinces سے لئے جائیں تاکہ لوگوں کو شکایت بھی نہ ہو اور ان کی بھرپور نمائندگی بھی ہو۔ مثلاً بلوچستان میں ڈرائیور تک باہر سے آتے ہیں اور گاڑیاں کراچی، لاہور اور ہر جگہ پر چل رہی ہوتی ہیں اور وہاں ان کا کوئی وجود تک نہیں ہوتا۔ آپ حیران ہوں گے کہ مختلف محکموں میں ڈرائیور تک باہر سے آتے ہیں۔ تو کیا میری اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ 1 سے 15 تک سندھ میں سندھ سے لئے جائیں، پنجاب میں پنجاب سے، کشمیر میں کشمیر سے لئے جائیں، Northern Areas سے لئے جائیں یا بلوچستان کے لئے بلوچستان سے لئے جائیں۔ میری اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ 1 سے 15 تک کے ملازمین respective provinces اور areas سے لئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک۔ جناب چیئرمین! یہ تجویز مناسب ہے اور اس پر action بھی ہو رہا ہے، جناب وٹو صاحب ابھی جواب دے رہے تھے۔ Discrepancies جو lower grades میں ہیں، ایک تو احکامات بھی ہیں کہ اسی area کے لوگ ہوں اور بہت سارے لوگ lower grade میں دور سے اسلام آباد نہیں آنا چاہتے۔ میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مثلاً Northern Areas اور آزاد کشمیر کا جب تک domicile نہیں ہے تو we do not take anybody from outside. اس طرح یہ تجویز بہت مناسب ہے اور بہت سی تجویزوں پر action بھی ہو رہا ہے۔ از خود بھی اس پر action ہوتا ہے کیونکہ lower طبقے کے ملازمین اسی area میں نوکری کرنا چاہتے ہیں، دور نہیں جانا چاہتے۔

جناب چیئرمین۔ جناب عابد حسین الحسینی صاحب۔ Q. No. 39

39. *Syed Abid Hussain Al-Hussaini: Will the Minister for Kashmir Affairs, Northern States and Frontier Regions be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that there is no cardiologist and Gynecologist in A.H.Q. Hospital, Kurram Agency; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to appoint Cardiologist and Gynecologist in the said hospital, if so,

when?

Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majeed: (a) It is a fact that there is no Cardiologist post available in the Agency Headquarter Hospital Kurram Agency. A Cyaecologist Dr. Moin Begum is working at Agency Headquarter, Hospital Kurram Agency, Parachinar.

(b) The Cardiologist in the Agency Headquarter Hospital Kurram Agency will be appointed in the near future.

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال؟

سید عابد حسین الحسینی۔ جواب دیا گیا ہے کہ Gynaecologist کام کر رہی ہے اور Cardialogist عنقریب ہم مہیا کریں گے۔ اس کی تقرری ہو جائے گی لیکن ہم Minister صاحب سے یہ سوال کریں گے کہ یہ تحقیق کرنے کی زحمت کریں گے کہ جو Gynaecologist وہاں پہ کام کر رہی ہے وہ صرف کاغذی حد تک ہے، برائے نام ہے یا قانونی حد تک کوئی عمل بھی کیا ہے جو Gynaecologist کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب Minister for Kashmir Affairs.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک۔ جناب چیئرمین! سینیٹر صاحب کے کہنے پر میں دوبارہ تحقیقات کروں گا لیکن یہ information میں نے provincial Government سے لی ہے بلکہ اس Gynaecologist کا نام بھی دیا گیا ہے جو جواب میں موجود ہے لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی دوبارہ تحقیقات ہو تو میں ضرور تحقیقات کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ جناب خواجہ صاحب۔

خواجہ قطب الدین۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Gynaecologist and Cardialogist کا مطلب یہ ہوا کہ Specialist, not only MBBS کیونکہ جب آپ Gynaecologist کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے specialization یا Cardialogist کہتے ہیں تو

then MRCP specialization in heart diseases. I would like to know whether they are simply MBBS or they are holding the required professional qualifications.

جناب چیئرمین۔ جی جناب Minister for Kashmir Affairs.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب سینیٹر صاحب بہت تجربہ بھی رکھتے ہیں اور knowledgeable بھی ہیں۔

Ordinary MBBS, to my understanding, cannot be Gynaecologist unless she has specialized and has passed certain examinations and become Gynaecologist. So, it is not only MBBS but they have to have additional qualification.

جناب چیئرمین۔ O.K جناب جالب بلوچ صاحب! آپ فاٹا کا سوال پوچھ رہے ہیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جی فاٹا کا ہے۔

جناب چیئرمین۔ فاٹا کا سوال ان کو کرنے دیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ نہیں، میں اس لئے کر رہا ہوں کہ ایک تو فاٹا اور Northern Areas جو ہیں۔ ایک تو یہ Federally Administered ہیں، میں حیران ہوں کہ ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ کرم ایجنسی میں ایک کارڈیالوجسٹ فراہم نہیں کر سکی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی failure ہے۔ یہ ان علاقوں کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے اور وزیر موصوف on the floor of the House assurance دیں کہ وہ ایک مہینے کے اندر اندر کرم ایجنسی کو کارڈیالوجسٹ فراہم کریں گے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک۔ انہوں نے شمالی علاقوں کا نام لیا تو میں اس کے متعلق بتا دوں کہ شمالی علاقہ جات میں recently ہم نے 49 doctors رکھے ہیں۔ شمالی علاقہ جات کے جتنے MBBS or specialists qualified تھے ان کو special sanction دے کر employ کیا ہے۔ Therefore, there is no shortage of specialists.
جہاں تک فاٹا کے علاقے کا تعلق ہے، یہ بات صحیح ہے کہ پندرہ کے لگ بھگ specialists کم ہیں اور اس کے لئے summaries وغیرہ بھیجی ہوئی ہیں۔

We have problems. First of all, finding the right people who like to go there and secondly there is a bit of problem with the Finance and the Establishment Division on which we are already working. I have already sent somebody. So, I hope that we will be able to meet this requirement as soon as possible but I cannot give any guarantee of one month. But we will try to provide as soon as possible.

جناب چیئرمین- حاجی گل آفریدی صاحب-

حاجی گل آفریدی- جناب چیئرمین! بہت مہربانی- منسٹر صاحب سیفران سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے قبائلی علاقے ان کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں- میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کرم ایجنسی میں کارڈیالوجسٹ کی کمی ہے۔ قبائلی علاقوں کے دوسرے ہسپتالوں میں بھی ڈاکٹرز کی بہت کمی ہے- کیا وزیر صاحب کرم ایجنسی کی طرح دوسرے قبائلی علاقوں کے ہسپتالوں میں بھی ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک- جناب والا! سینیٹر صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اگرچہ سوال کرم ایجنسی کا ہے لیکن میں بات کر رہا ہوں to make up total defficiency of specialists in the whole of FATA and not only Kurram Agency.

Mr. Chairman: OK. Q.No.40. Dr. Ismail Buledi Sahib.

40. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) the amount spent on the construction of Supreme Court building, Islamabad and the name of its cantractor?

(b) the name of the project Director for this building?

Chaudhry Shujaat Hussain: (a) Rs.649.602 million have been spent on the construction of Supreme Court Building, Islamabad which includes

all civil, electrical, mechanical and furnishing works and these have been executed by the following twelve contractors:-

1.	M/s. Moinsons (Pvt.) Ltd.	(Civil works)
2.	M/s Siemens	(Electrification works).
3.	M/s. HAVAC (Pvt) Ltd.	(Air-conditioning works).
4.	M/s. Marine (Pvt) Ltd.	(Lifts works).
5.	M/s. Marco Arts Furnishers	(Furniture for Judges chambers)
(6)	M/s Seco Safe works	(Furniture for Courts and Admin (Block).
7.	M/s. Woodco (Pvt)	(Furniture for small courts).
8.	M/s. Sattar Brothers	(Furniture for Central Block).
9.	M/s. Pak Carpets	(Carpets).
10.	M/s The Protectors	(Venitian blinds).
11.	M/s Waheed Builders	(Signage work).
12.	M/s Fine Furnishers	(Planters).

(b) There was no designated Project Director for this building. Rather various components of the project such as civil, electrical/mechanical and furnishing works were looked after by respective Director (Civil) and Director (Electrical/Mechanical) and their Deputy Directors, Assistant Directors and Sub-Engineers. And they all work under Member (Engineering) who under the contract Agreements in the "ENGINEER" competent to take all technical decisions and accord approvals about the works of the project.

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب والا! میرا سوال تھا کہ سپریم کورٹ کا ٹھیکیدار کون ہے اور کتنی رقم خرچ ہوئی ہے ؟ میری معلومات کے مطابق فیض آباد پل ، پارلیمنٹ لاجز اور وزیر اعظم سیکریٹریٹ اور سپریم کورٹ پر ایک ٹھیکیدار جس کا نام معین ہے اور ایک female

ہے' ان کو نوازا گیا ہے ۔ ان سب عمارتوں کا ٹھیکہ ایک ہی بندے کو دیا گیا ہے اور وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں کہ آیا ٹینڈر پروسیجر کے تحت open competition کے اصول پر ان کو ٹھیکہ دیا گیا ہے؛ جبکہ ہماری معلومات یہ ہیں کہ ان کو اس دور کی حکومت نے specially instructions دی تھیں کہ یہ ٹھیکے اس بندے کو دینے ہیں اور میری معلومات کے مطابق معین کو پانچ کروڑ extra رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے ۔ وزیر صاحب clear کریں کہ آیا پارلیمنٹ لاجز' فیض آباد پل' پارلیمنٹ ہاؤس' وزیر اعظم سیکرٹیریٹ کا یہی ٹھیکیدار ہے؟ اگر ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا اس ملک میں اور کوئی ٹھیکیدار نہیں ہے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! سوال توسپریم کورٹ کی عمارت کے بارے میں ہے۔ اگر فاضل ممبر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ باقی عمارتوں میں کون کون ٹھیکیدار تھے تو وہ نیا سوال کریں' ہم وہ جواب بھی دے دیں گے۔ بغیر سوال کے تو میں نہیں بتا سکتا۔

جناب شفقت محمود۔ جناب والا! سوال کے جواب میں باقی تفاصیل دے دی گئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ سینیٹر بلیدی نے جو سوال اٹھایا ہے اس کا جواب نہیں دیا گیا کیونکہ معین سنز سول ورکس کے contractor ہیں۔ انہوں نے صرف یہ پوچھا کہ کیا انہی کو باقی عمارتوں کا ٹھیکہ بھی دیا گیا تھا۔

Mr. Chairman: No. But how would he know...

جناب شفقت محمود۔ میرا سوال اور ہے ۔ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ اس کے architect کا نام کیا ہے اور کیا اس کو بھی کوئی ادائیگی ہوئی ہے کیونکہ جو جواب آپ نے یہاں پر درج کیا ہے اس میں نام نہیں ہے۔ تو بتایا جائے کہ architect کون ہے اور اس کو کتنی payment ہوئی ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے سوال پڑھ دیتا ہوں اور اس کا جواب بھی عرض کر دیتا ہوں ۔ سوال یہ ہے ۔

The amount spent on the construction of the Supreme Court building Islamabad and the name of its contractor?

جناب چیئرمین۔ ڈیزائن کے بارے میں نہیں ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔نہیں۔ کسی چیز کے بارے میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ Construction and design میں فرق ہے' construction اور ہے' design اور ہے۔

Mr. Shafqat Mahmood: The question is about the amount spent on the Supreme Court building. The amount spent on Supreme Court building includes the amount paid to the architect.

ان کو پتہ ہی نہیں آرکیٹیکٹ کون ہے' اس کو پیسے کتنے ملے۔

جناب چیئرمین۔ سوال پوچھیں' وہ بھی آ جائے گا۔ It was not very clear. جمالی صاحب۔

میر ظفر اللہ خان جمالی، جناب چیئرمین! سپریم کورٹ کے بلڈنگ پر 649.602 million کا خرچہ آیا ہے۔ وزیر موصوف ہمیں یہ بتائیں کہ شروع میں جب اس کی اجازت ہوئی۔ اس وقت ان کا estimate خرچہ کیا تھا؟ جب بڑھا ہے تو کیوں بڑھا اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

Mr. Chairman: Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جناب والا! صورتحال یہ تھی کہ

Works started in October 1990 after fulfilling the codal formilities revised PC-1 amounting to Rs. 753.221 million was approved by ECNEC. Similarly a separate PC-1 of 52.592 million was approved for furnishing of Supreme Court. Total expenditure inccured on the works and furnishing of the Supreme Court building is 649.602. The break-up is, works 626.357 million and furnishing 23.243 million rupees.

جناب چیئرمین، تو یہ تو پھر کم ہوا۔ میاں صاحب' یہ revise ہوا ہے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جی revise ہوا ہے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی، میں نے یہ پوچھا ہے کہ اگر کوئی بڑھا ہے تو کیوں بڑھا

ہے؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟

میاں محمد یسٰین خان وٹو: جناب چیئرمین! وقت کے ساتھ میٹریل کی قیمت بڑھتی رہتی ہے۔ آج تک کوئی ایسا پراجیکٹ نہیں ہے جس کے اخراجات بڑھے نہ ہوں۔

جناب چیئرمین: سیمنٹ اور سریے کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کی بلڈنگ بہت اہم ہے۔ یہ estimate وغیرہ بھی سارے دیئے گئے ہیں لیکن اگر بلڈنگ میں کوئی آرکیٹیکچرل یا کوئی دوسرا نقص ہو یا بعض اوقات برسات میں عمارتیں رسنا شروع ہو جاتی ہیں۔ تو کیا اس کے لئے ٹھیکیداروں سے کوئی گارنٹی لی گئی ہے یا اس کے متعلق کوئی assurance ہے کہ اس کا خرچہ کون برداشت کرے گا یا مرمت کرے گا اور درست کرے گا؟

میاں محمد یسٰین خان وٹو: یقیناً جناب! contract کے اندر دیا ہوتا ہے کہ کس معیار کا کام ہوگا؟ اس کو چیک کیا جاتا ہے اور پھر کچھ time limit بھی دی جاتی ہے کہ اتنے عرصے میں اگر کوئی نقص نکل آئے تو وہ ٹھیکیدار ذمہ دار ہوتا ہے۔

@ **Mr. Chairman:** End of question hour.

41. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state the steps taken by the Government so far to prevent frequent fires resulting in loss of precious trees on the Margalla Hills?

Chaudhry Shujaat Hussain: Elaborate arrangements are made every year to prevent, detect and control, the forest firs.

(1) The period from mid April to mid July is observed as fire seasons.

(2) About 90 kilometers long fire lines and 130 kilometers fire path in

---

@ [All the other questions and answers are taken as read and placed on the table of the House].

Margalla Hills are cleared to serve as fire break.

(3) 18 fire pickets are established in Margalla Hills which are connected through wireless sets with control room in Directorate (F-9). Control room is provided with Telephone which remain operative round the clock.

(4) 40 Fire pumps have been procured and are being used in addition to conventional method of fire control i.e. fire beating.

(5) One Assistant Director/Range Officer works as Fire Control Officer on turn.

(6) Three Pick-ups, one truch and one Water Tanker is assigned the fire duty during the fire season.

During previous summer season (i.e. 1999) following additional arrangements were also made.

(1) Helicopter of 6-Aviation Squarden (ERC) Cabinet Division also assisted in fire control.

(2) Local Administration, police and CDA made joint approach and local village Committee were formed for assistance in the fire control.

(3) The fire incident were reported to the concerned Police Station for investigation.

(4) Incentive as well as the accountability of staff deployed on fire control is also being observed.

42. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** Will the Minister for Railways be pleased to state the time by which the process of privatisation of Pakistan Railways be completed?

Minister for Railways: Privatization of Pakistan Railways is an on

going process which is in progress since September, 1998 and the date of implementation of privatization process is December, 2000 in order to bring sale of railway core business and non-core service to the point of sale.

43. ***Dr. Safdar Ali Abbasi:** Will the Minister for Railways be pleased to state the dates on which railway wagons carrying sugar were sent to India indicating also the names of the sugar mills which exported this sugar since January 1, 1999.

Minister for Railways: A total of 4974 wagons carrying sugar were sent to India since January, 1999. Date-wise detail of these wagons is attached as Annexure-A.

The names of the 26 Sugar Mills which exported this sugar during the above period is enclosed as Annexure-B.

یہاں پر سوالوں کے صفحہ نمبر ۱۲ کی کاپی چسپاں کی جائے

Annexure-A

STATEMENT SHOWING NUMBER OF WAGONS LOADED WITH SUGAR SENT TO INDIA SINCE 1ST JANUARY, 1999

Jan	No. of wagons	Feb	No. of wagons	March	No. of wagons	April	No. of wagons	May	No. of wagons
1	60	1	69	1	69	1	64	1	67
2	13	2	0	2	17	2	72	2	28
3	41	3	0	3	63	3	34	3	0
4	71	4	0	4	63	4	0	4	0
5	0	5	65	5	72	5	66	5	0
6	21	6	71	6	71	6	67	6	2
7	0	7	7	7	57	7	68	7	0
8	57	8	0	8	6	8	0	8	0
9	0	9	68	9	70	9	33	9	5
10	0	10	63	10	0	10	16	10	0
11	0	11	67	11	0	11	61	11	0
12	30	12	61	12	0	12	44	12	0
13	0	13	0	13	0	13	0	13	0
14	31	14	59	14	0	14	46	14	0
15	0	15	67	15	60	15	57	15	0
16	19	16	66	16	60	16	62	16	0
17	45	17	0	17	61	17	71	17	0
18	38	18	66	18	66	18	71	18	0
19	0	19	0	19	56	19	61	19	0
20	52	20	54	20	66	20	0	20	0
21	68	21	64	21	60	21	27	21	0
22	0	22	63	22	72	22	71	22	0
23	0	23	66	23	65	23	0	23	0
24	0	24	67	24	72	24	69	24	18
25	58	25	48	25	62	25	71	25	0
26	0	26	72	26	5	26	69	26	0
27	62	27	73	27	70	27	0	27	0
28	64	28	71	28	68	28	0	28	0
29	71			29	0	29	0	29	0
30	67			30	50	30	0	30	0
31	33			31	65		0	31	0
Total	901		1307		1446		1200		120

Grand Total 4974

(ANNEXURE-B)

SUGAR MILLS WHICH SUPPLIED SUGAR SINCE JANUARY, 1999

S.No.	Name of Sugar Mill
1.	Noon Sugar Mills
2.	Chaudhary Sugar Mills
3.	Punjab Phalia Sugar Mills
4.	Kohinoor Sugar Mills
5.	Kamalia Sugar Mills
6.	Tandlianwala Sugar Mills
7.	Brothers Sugar Mills
8.	Chinar Sugar Mills
9.	Sheikhu Sugar Mills
10.	Haseeb Waqas Sugar Mills
11.	National Sugar Mills
12.	Chishtia Sugar Mills
13.	Paharian Wali Sugar Mills
14.	Yousaf Sugar Mills
15.	Hussain Sugar Mills
16.	Baba Fareed Sugar Mills
17.	Ittifaq Kashmir Sugar Mills
18.	FECTO Sugar Mills
19.	Gojra Summandri Sugar Mills
20.	Pattoki Sugar Mills
21.	Ramzan Sugar Mills
22.	Shahtaj Sugar Mills

S.No.	Name of Sugar Mill
23.	Abdullah Sugar Mills
24.	JWD Sugar Mills
25.	Fatima Sugar Mills
26.	Indus Sugar Mills

44. **Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that a number of allottees have constructed additional rooms in their quarters in Sector G-7/4, Islamabad; if so, the names of the said allottees indicating also the quarter Nos. allotted to them;

(b) whether it is also a fact that the said construction has been done in violation of CDA rule, if so, the action taken in this regard;

(c) the authority who allowed the said construction; and

(d) the time by which these rooms will be removed?

Chaudhry Shujaat Hussain: (a) Yes. Most of the allottees have constructed additional sheds with steel sheet roof. It is further informed that there are 672 quarters in Sector G-7/4, out of which 38 Nos. stand allotted by the CDA and 28 allottees have constructed temporary additional structure were-as rest of 634 quarters have been allotted by the Estate Office of the Federal Government Employees, and there is more than 90% such additional construction. A list of 28 allottees (CDA's employees) is enclosed as well (Annex-A).

CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY
(Maintenance Division No.I)

LIST OF "A" TYPE HOUSES G-7/4

S.No.	NAME AND DESIGNATION	HOUSE NO.	REMARKS
1.	Shafi Ullah. Operator (T.Well)	23/1-A	Constructed wall & room in front & court yard
2.	Shahid Iqbal Skilled Cooly	23/2-A	Constructed room in court yard.
3.	Noor Hussain Peon, C.Audit	23/5-A	Constructed room in court yard.
4.	Mohammad Azeem Peon "	23/6-A	Constructed room in court yard.
5.	Mohammad Hussain Pump Operator (B W S) Division.	31/5-A	Constructed room in court yard.
6.	Adrees Khan. Beldar(W&S)Division	31/6-A	Constructed room in court yard.
7.	Ayub Khan Beldar (W & S) Dte.	42/6-A	Constructed room in front & court yard.
8.	Muhammad Mukhtar Naib Qasid DMA	43/1-A	Constructed room in court yard.
9.	Mohammad Aslam Zia W/Mistry W & S Maintenance.	56/3-A	Constructed room in Court yard.
10.	Mohammad Akhtar Forest S.Guard Environment Dte.	76/6-A	Constructed room in front & court yard.
11.	Auranzeb Driver CDA.	84/1-A	Constructed room in front & court yard.
12.	Ditta Shah Naib Qasid M.P.O	85/1-A	Constructed room in front & court yard.
13.	Mohammad Aslam E/Clerk Maint-I	85/6-A	Constructed room in front & .court yard.
14.	Mohammad Bashir Mali Environ-ment Directorate.	89/2-A	Constructed roomin court yard.
15.	Gulfraz Khan Water Supply	94/5-A	Constructed room in front & court yard.
16.	Latif Peon Capital Hospital	86/1-A	constructed room in court yard.

LIST OF "B" TYPE HOUSE IN SECTOR G-7/4.

S.No.	NAME AND DESIGNATION	HOUSE NO.	REMARKS
1.	Asima Aziz Nurs Capital Hospital	1/3-B	Constructed room in court yard.
2.	Nadeem Ahmed U.D.C. CDA	4/6-B	Constructed room in court yard.
3.	Mohinullah Khan Fitter W.Supply	5/5-B	Constructed room in front and court yard.
4.	Faiz Ullah Khan W/Mistery	13/1-B	Constructed room/wall in front of Block.
5.	If Mohammad Fire Man Fire H/Q.	22/6-B	Constructed room in court yard.
6.	Mohammad Attique UDC Work Dte.	103/3-B	Constructed room in court yard.
7.	Mohammad Khalil Plumber Maint-I	105/1-B	Constructed room in court yard.
8.	Nazir Ahmed Plumber Maint-I	108/1-B	Constructed room in court yard & Road side.
9.	Mohammad Sharif Superviser Maint-III	109/1-B	Constructed room in court yard.
10.	Mazhar Hussain J/Auditer	110/1-B	Constructed room in front and court yard.
11.	Iftikhar Ahmed Mughah E/M Dte.	110/3-B	Constructed room in the court yard.
12.	Zafar Abbas Dispenser 20/1-B	20/1-B.	— do —

(b) Although the construction is illegal, but can be removed within shortest time being temporary. Notices are issued to the defaulters time and again, and now in future strict action against such allottees shall be taken.

(c) No Authority allowed the allottees to violate the CDA's Rules. The allottees have constructed temporary structure at their own will.

(d) Now as far as this Authority is concerned, it will taken strict section for removal of such structures soon.

45. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Defence be pleased to state whether it is a fact that the construction work of Airport in Sialkot has been started, if so, its details?

Minister Incharge for Defence: 1006 acres of land has already been earmarked by CAA, which is being acquired, with the help of the Revenue Department of the Government of the Punjab for this purpose a sum of Rs.230 million has been placed at the disposal of DC Sialkot. The amount has been allocated by the Federal Government in Public Sector Development Programme (PSDP) 1998-99. The same was announced as a grant by the Prime Minister on the demand of Sialkot Chamber of Commerce and Industry enabling direct export of rice, surgical and sports goods, tools, cutlery and other industrial products of the area.

46. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Defence be pleased to state the number, names and grade of vacant posts in PIA and criteria prescribed for recruitment against these posts?

Minister Incharge for Defence: PIA is restructuring the organizational set-up of the Corporation ad rationalizing its manpower levels. A

Mandatory Retirement scheme and a Voluntary Golden Hand Shake Scheme has already been implemented to solve over staffing problem of the Corporation.

(2) The Manpower requirement of the Corporation is presently under review keeping in view the operational plans and financial position of the Airline. Therefore, the vacancy status in any of the grades cannot be specifically quantified at this stage.

(3) The Corporation strictly adheres to the Federal Government's Directives regarding recruitment. The vacant posts, if any, will be advertised in the print media and selection will be made according to the prescribed Rules and provincial quotas.

48. *Sheikh Zarif Khan Mandokhel: Will the Minister for Railways be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that Railways service from Zhob to Quetta has been discontinued, if so, its reasons; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to replace the present narrow-gauge track from Zhob to Quetta into broad gauge and start the Railway service on it, if so, when?

Minister for Railways: (a) Yes. It is a fact that train service on Bostan-Zhob section was partly suspended during 1985 and finally during 1990 being highly commercially and economically not viable.

(b) At present there is no proposal under consideration of the Government to replace the present Narrow Gauge track from Zhob to Quetta into Broad Gauge.

49. *Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Will the Minister for Defence be

pleased to state whether it is a fact that PIAC purchased 200 defective computers without calling tenders and applying purchase policy of the Organization during 1997-98 and 1998-99 which caused a colossal loss of 10 million rupees to the corporation, if so, the action taken against the responsible functionaries of the department?

Minister Incharge for Defence: PIAC has not purchased any defective computers. 200 Hewlett Packard Brio PCs were purchased in January 1999 after a market survey as per the emergent procurement procedure of the Corporation. These Hewlett Packard Computers are state-of-the-art equipment with Celeron 333 MHz Processors and have been purchased substantially below market prices and more than adequately meet the specifications for thier application. The computers are fully operational in the Revenue Management Division of the Airline and are performing their functions to the entire satisfaction of the Marketing Department.

There is no question of any loss to the Corporation, or action against any functionary, infact, the computers are contributing substantially towards enhancement of revenues by at least Rs.20 Crores per month.

50. ***Mr. Aftab Ahmed Sheikh:** Will the Minister for Interior, Narcotics Control, Capital Administration and Development be pleased to state the details of cases referred by Capital Development Authority to Federal Investigation Agency for investigation regarding the allotment/transfer of plots during the last three years and action taken by Capital Development Authority in each case?

Chaudhry Shujaat Hussain: The details of cases referred by

CDA to FIA for investigation regarding the allotment/transfer of 103 plots during the last three years is attached at Annexure 'A'. In addition FIA is also investigation 2216 bogus Review orders regarding allotment of plots in Sector F-11/2 and F-11/3.

Annexure'A'

LIST OF CASES /PLOTS REFERRED TO D.G. FIA.

S.No.	Letter No. and Date	Plots No.
1	2	3
1.	CDA/DR-2(4)/97 dated 15-01-1997	303, 308, 304-G, 286-F, 304-A, F-11/2 and 348, 355, 376, 378, 380, 381,383,384,355-A,379-A, 376-B, 337-A, 346-A, 383-A,355-B, 381-b,378-A,372-B,381-A,382-B, 348-A,346-B,383-B,302-H,347-B, 378-B,337,382-B,382-A,373-A, F-11/3,306,F-11/2.
2.	CDA/EM (Humak Zimni)/313/83/ 261 dated 03-07-97.	Plot No.313, Humak Zimni.
3.	CDA-EA-Humak Zimni/391/83/238 dated 16-07-97.	Plot No.391, Humak Zimni.
4.	CDA/EM-Humak Zimni (358)/83/ 293 dated 25-07-97	Plot No.358 Humak Zimni.

S.No.	Letter No. and Date	Plots No.
1	2	3
5.	CDA/DR-2(4)/97/362, dated 09-08-97	Plot No.634 Chak Shahzad.
6.	CDA/DR-2(4)/97/366, dated 13-09-97	Plots No.299,309,313,321,327,330, 333,338,354,380 Chak Shazad ad 373,346, Rawal Town.
7.	CDA/DR-2(4)/97/416, dated 28-10-97	Plot No.43-A, Orchard/Nursery Scheme Murree Road.
8.	CDA/DR-2(4)/97/71, dated 03-03-89.	Plot No.505 Humak Zimni.
9.	Recently 48 case of Humak Zimni transferred from Local Police to FIA	279,542,298,466,204,410,273,576, 580,577,459,455,30,223,295,123,73, 484,486,494,503,526,529,578,409, 450,48,488,579,30,78,148,220,221, 269,296,297,348,353,356,360,373, 458,457,456, and 389 Model Village Human Zimni.

53. *Mr. Muhammad Anwar Khan Durrani: Will the Minister for Interior, Narcotics Control and Capital Administration and Development be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that the outer sewerage pipes of Block No.25-A, Sector G-9/2, Islamabad have not been properly connected with the underground sewerage system, if so, its reasons and the time by which needful will be done;

and

(b) whether it is also a fact that cleanliness around this block is not being done properly, if so, its reasons and the steps being taken in this regard?

Chaudhry Shujaat Hussain: (a) Sewerage pipe of Block No. 25-A, Sector, G-9/2 is already connected with the main underground sewerage line and is functioning properly.

(b) Cleanliness work is being done on a regular basis in Sector, G-9/2, around Block No.25-A.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : میر نبی بخش ڈومکی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب جہانگیر بدر صاحب گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ یکم اور ۲ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب اکرم شاہ خان صاحب گزشتہ ۱۰۱ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲ اور ۳ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سردار منصور احمد خان لغاری صاحب نے ذاتی وجوہات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور

فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : ڈاکٹر جمیل الدین عالی نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ ۱۵ ستمبر تا حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جی جناب متہ صاحب۔

جناب بشیر احمد متہ: جناب چیئرمین! تھوڑی سی clarification آپ کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت question hour ہو رہا تھا تو کچھ ایسی باتیں ہوئی ہیں کہ جس سے یہ impression شاید آپ نے لیا ہوگا کہ زاہد خان صاحب نے جو discourtesy کی بات کی ہے وہ قصداً کی ہے۔ جس سے Chair کی جو dignity ہے اس پر حرف آئی ہے۔ تو ایسے بات نہیں تھی۔ ان کا یہ تھا کہ جب questions ہوئے تو ۲ questions ہوئے اور تیسرا آپ نے disallow کیا۔ تو He thought that third question as per rule, he could make it.

جناب چیئرمین : چلو اگر میری غلطی تھی۔

I apologize, because of misunderstanding, I took a wrong decision. But that should not be an excuse for any member to start any allegation against the Chair.

Mr. Bashir Ahmed Matta: That is what I have got up to clarify it. The other thing, sir to which we take an exception and which irritated my colleague Mr. Zahid Khan was that during the question hour one of our friends from that side, our colleague, he got up and interjected, so, we understand that during the question hour there are no points of order. So, once that was allowed it created....

(interruption)

Mr. Chairman: Please see. You have to give some discretion to the Chair. For example, let me give you an example.

اگر اعتزاز صاحب اٹھیں تو

I will leave everything that may be, there is something important, the Leader of the Opposition wants to say something.

تو کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ Chair سمجھتی ہے کہ

may be the man has something important to say. So, you can't bind me down by such hard and fast rule.

Mr. Bashir Ahmed Matta: Not at all.

جناب چیئرمین۔ کہ آپ نے ادھر کیوں دیکھ لیا، ادھر کیوں دیکھ لیا۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: That is not the point sir.

Mr. Chairman: Basically,

میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ ہم سب کا فرض ہے۔ یعنی

I am not a Headmaster. I want to run this House with your cooperation. I respect all of you. You are honourable Senators. Forget me but whoever is sitting here whether he is the Deputy Chairman

آپ بیٹھے ہیں، خدائے نور صاحب بیٹھے ہیں، ایک Chair کی جو respect ہوتی ہے یہ ہمارے

اس Parliamentary culture کا حصہ ہوتا ہے۔ I only expect that and even if I take a

wrong decision I expect the honourable members to say, ٹھیک ہے۔ The Chair has taken a wrong decision, fine.

Mr Bashir Ahmed Matta: Right sir, This is absolutely what I agree to. In fact, when I was asked by you at one time to sit in your Chair, I had to argue with a Minister from that side to give respect to the Chair and I was very irritated when he didn't give proper respect to the Chair. So, sometime it

happens to all. So, what I wanted to tell you, sir, was that no disrespect was meant, no hurt was meant, no discourtesy was meant.

Mr. Chairman: If I took a wrong decision I would like to apologize to the honourable member. Yes, please Dr. Hayee Sahib.

POINT OF ORDER

RE: PAKISTAN'S BACK CHANNEL DIPLOMACY FOR NORMALIZATION OF RELATIONS WITH INDIA.

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب میں point of order کے ذریعے عرض کروں گا کہ پرسوں کی اخبارات میں ایک اہم خبر آئی ہے وہ special messenger تھے یا پاکستان اور انڈیا کے درمیان کارگل کے دوران diplomacy ہو رہی تھی تو اس کے بارے میں بہت سی باتیں آئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک کم از کم حکومت کو اس کی وضاحت کرنی چاہئیے۔ وہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اس سے بہت سے issues اٹھے ہیں۔ مثلاً" ان کے statement میں یہ بات واضح تھی کہ اگر کارگل کا مسئلہ نہ ہوتا تو شاید ستمبر یا اکتوبر میں کشمیر کا مسئلہ دونوں ممالک کے درمیان حل ہو چکا ہوتا۔ ایک تو اہم بات یہ ہے۔

جناب چیئرمین !دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ جو کارگل کا واقعہ ہوا ہے اس کو وزیر اعظم پاکستان کے علم میں نہیں لایا گیا یا اس کو اگر معلومات دی بھی گئیں تو وہ تفصیلی نہیں تھیں۔

تیسری بات جو ہے وہ یہ کہی گئی ہے کہ ویسے امکا ن تھا کہ وزیراعظم پاکستان اور وزیراعظم انڈیا کے درمیان ملاقات ہوتی جب یہ چائنہ جا رہے تھے۔ وہ بھی پھر کسی مصلحت کی بنیاد پہ اس کو نہیں ہونے دیا گیا یا اس کو avoid کیا گیا۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ مجموعی طور پہ اس میں تاثر جو ہے وہ یہ ملتا ہے کہ یہ کارگل کا issue نہ ہوتا تو شاید یہ جو Lahore Declaration ہے اس کے تحت یہ مسئلہ حل ہونے کو تھا اور یہ process جو ہے آگے جارہا تھا اور یہ اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا ہو تا۔ عام طور پہ یہ تاثر بھی ہے کہ یہ جو دونوں ہمسایہ

ممالک جو کچھ طے کر چکے ہیں کہ ہم اپنے تمام مسائل باہمی طور پر، تمام متنازعہ امور بشمول کشمیر، پر امن طور پہ حل کرنا چاہتے ہیں۔ جس کو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے باشعور عوام نے بھی، دانشوروں نے بھی، خود بھارت کے جو باشعور عوام ہیں یا دانشور ہیں انہوں نے بھی اس کو support کیا ہے اور اسی بنیاد پر تو یہاں parliamentary delegations آئے ہیں اور اس طرح "News" اخبار نے ایک انتظام کیا تھا جس پر آپس میں تبادلہ خیالات ہوا۔ یعنی یہ احساس کیا گیا کہ بھئی تمام کے اندر اس وقت tension جو ہے وہ ختم ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اب آپ کا point یہ ہے کہ وہ جو بیان ہے اس پہ وضاحت ہونی چاہیئے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو واضح طور پر اپنی حکومت کی پالیسی بتانی چاہیئے اور اس کی بنیاد پر عوام میں، لوگوں میں، ایک circle میں جو confusion ہے اس کے بارے میں واضح پالیسی بیان آنا چاہیئے۔ میں بحیثیت سیاسی کارکن حمایت کرتا ہوں کہ ان دونوں ہمسایہ ممالک کے درمیان پرامن طور پر مذاکرات کے ذریعہ بشمول کشمیر تمام مسائل حل ہونے چاہئیں۔ اس لئے میں نے Lahore Declaration کی بھی support کی اور اعلان واشنگٹن کی بھی بھرپور حمایت کی۔

جناب چیئرمین۔ اتفاق سے وزیر خارجہ صاحب موجود ہیں۔ So, we can ask him if he wants to make statement on this.

جناب سرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ جب یہاں کارگل پر debate ہوئی تھی تو میں نے اس موضوع پر کافی تفصیل سے بات کی تھی اور وہ ریکارڈ میں فاضل ممبر کو پیش کر دوں گا۔ اس سے اس وقت کی حقیقی پوزیشن واضح ہو جائے گی۔ جہاں تک نیاز اے نائیک صاحب کے بیان کا تعلق ہے، چونکہ میں باہر تھا اور آج afternoon میں آیا ہوں تو میں نے اس کی تفصیل نہیں دیکھی، ممکن ہے انہوں نے اپنی کوئی ذاتی رائے دی ہو کہ امکانات کیا تھے، توقع کیا تھی، کیا ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہر ایک کی اپنی رائے ہو سکتی ہے لیکن اس پر جو authentic بات ہے کہ اس وقت کیا تجاویز تھیں اور کیوں سامنے نہیں آئیں، اس پر میں اپنے بیان میں تفصیلاً بات کر چکا ہوں۔ میں کل اس portion کا text فاضل ممبر کو دے دوں گا۔

اگر اس کی یاد دہانی کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی کر دوں گا کہ اس وقت کیا بات ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین۔ اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین! دراصل میرا خیال ہے کہ فاضل وزیر خارجہ پوری طرح بات کو سمجھے نہیں۔ بات یہ نہیں ہے۔ ان کے بیان میں نیاز اے نائیک صاحب کی جو Shuttle Back Channel Diplomacy تھی' اس کے بارے میں ذکر تھا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ انہوں نے یقیناً اس کا ذکر کیا تھا اور انہوں نے اس کو adopt کیا تھا۔ Foreign Office کا رویہ یہ تھا کہ پہلی مرتبہ جب کسی اخبار میں Back Channel Diplomacy کی بات شائع ہوئی تو پہلے تو وزارت خارجہ نے اس کی بالکل ہی تردید کر دی کہ ہماری جانب سے کوئی نہیں گیا۔ اگر نیاز اے نائیک گئے بھی ہیں تو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

بہرحال! جب آپ نے اس ہاؤس کے floor پر بیان دیا تو آپ نے اس کو تسلیم کیا' اس کو adopt کیا' اس کو accept کیا' اس Back Channel Diplomacy کو اپنایا۔ اب ایک بالکل مختلف سوال پیدا ہو گیا ہے جس پر آج بالخصوص "Dawn" اخبار میں افواج پاکستان کی طرف سے یہ بیان آیا ہے اور انہوں نے بڑے معتبر ذرائع سے بات کی اور باقاعدہ Senior sources of the Pakistan Army کو quote کیا ہے کہ حکومت کی جانب سے یہ تاثر دیا جا رہا ہے اور نیاز اے نائیک کے بیان سے بھی یہ تاثر دیا جا رہا ہے۔ اس پر آپ نے بالکل بات نہیں کی کہ یہ تاثر جو create کیا گیا ہے' نیاز اے نائیک کے بیان سے بھی یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ جیسے حکومت تو کشمیر کا مسئلہ ستمبر اکتوبر تک Back Channel Diplomacy کے ذریعے طے کرنے کو تیار تھی اور دونوں فریق آمادہ تھے اور ستمبر اکتوبر میں کشمیر کا معاملہ طے ہو جانا تھا' once and for all امن ہو جانا تھا۔ شاید انڈیا نے plebiscite کی تجویز مان لینی تھی یا ہم نے کچھ ماننا تھا' یہ details نہیں معلوم ۔ لیکن یہ کوئی four point agreement تھا جو کہ آپس میں ہو جانا تھا۔

اب یہ کہا گیا کہ یہ process agreement کی طرف جا رہا تھا' سویلین حکمران جس جانب بڑھ رہے تھے' افواج پاکستان کی جانب سے کارگل کا operation کر کے اس کو subvert کر دیا گیا۔ یہ اس بیان کی ایک صورت یا پہلو ہے جس پر ظاہر ہے آپ نے بات کی کیونکہ آپ یہی

کہتے رہے ہیں ' گورنمنٹ کی طرف سے بھی دو عملی رہی ہے۔ کبھی یہ عندیہ دیا گیا کہ میاں صاحب کو کارگل کا علم ہی نہیں تھا' یہ سب فوج نے کیا۔ کبھی کہا گیا کہ علم تھا لیکن پورا نہیں تھا۔ یونہی ایک آدھ briefing ہو گئی تھی کیونکہ آپ کارگل کے معرکے کے دوران کرکٹ بھی کھیلتے رہے۔ وہاں ہمارے بچے گھاس کھا کھا کر لڑتے رہے لیکن -----

(interruption)

Mr. Chairman: Come to the point of order.

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب! یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے' کارگل شاید سب سے اہم encounter ہے پاکستان کی 1971ء کے بعد کی تاریخ کا۔ 1971ء اور پھر کارگل 1999ء۔

جناب چیئرمین۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس پر جواب سے متعلق بات کریں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ جس طرح انہوں نے یکدم اس معاملے کو brush aside کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے تو بیان پہلے دے دیا تھا۔ اس معاملے کی سنگینی اور شدت کو آپ اپنے تصور میں ہی نہیں لا رہے ' آپ خاطر ہی میں نہیں لا رہے ۔ اس ملک میں وزارت خارجہ کا مسئلہ ہی یہ ہے اور وزارت خارجہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اتنے سنگین اور اہم مسائل ہو رہے ہیں۔ میں اس مسئلے کی سنگینی کی طرف اشارہ کر تے ہوئے تاکہ میں آپ کے رویے کا ذکر کر سکوں ' اس پر تھوڑی سی روشنی ڈال سکوں' تھوڑا سا focus کر سکوں' اس لئے میں نے کہا ہے کہ کارگل میں یہ سب کچھ ہوتا رہا ۔ آپ نے بیک چینل ڈپلومیسی کی' آپ نے بیک چینل ڈپلومیسی کر لی ۔ آپ آج اس بیک چینل ڈپلومیسی کو اپناتے ہیں ۔ اگر آپ اس بیک چینل ڈپلومیسی کو اپناتے ہیں تو کیا نیاز اے نائیک صاحب کے بیان کو بھی اپناتے ہیں اور کیا نیاز اے نائیک صاحب کے بیان کو افواج پاکستان نے تعبیر کیا ہے ؟ کیا آپ اس کو بھی اپناتے ہیں اور اگر اپناتے ہیں تو کیا آپ اس سارے معاملے کا ملبہ' اس پسپائی کا ملبہ افواج پاکستان پر ڈال دیں گے جبکہ آپ کے حوالے جتنے فرنٹ تھے ' اس جنگ کے جتنے محاذ تھے' معیشت کا محاذ ' بیرونی دنیا کی رائے عامہ کا محاذ ' اندرونی consensus کا محاذ آپ نے تباہ و برباد کیا۔ آپ نے پسپائی حاصل کی ۔ ایک محاذ پر پسپائی ہوئی لیکن جہاں ہمارے فوجی اپنی جانوں کے نذرانے دیتے رہے ۔جہاں آپ ان کو سپلائی ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ لمبی بات ہو جائے گی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ سرتاج عزیز اس معاملے کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے اور بات کر دیتے ہیں۔ اس بیان کے بعد تو اس پر مکمل بحث لازمی ہے اور اصولی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین! اس میں جہاں تک بیک چینل ڈپلومیسی کا تعلق ہے 'اس کے دو الگ الگ پہلو ہیں۔ایک pre کارگل ایک post کارگل۔ لاہور ڈیکلریشن کے بعد' ظاہر ہے اس کے بعد جو بھی negotiation ہیں اس میں بیک چینل کا بھی رول ہوتا ہے کہ وہ explore کرے کہ کس طریقے سے اور کس time table کے تحت بات چیت ہو۔ وہ دو مہینے کا بہت مختصر period تھا۔ اس کے بعد واجپائی صاحب کی حکومت ختم ہو چکی تھی۔اس کے بعد وہ بیک چینل active نہیں تھا۔ جب گورنمنٹ ختم ہو گئی تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد یہی صورت تھی کہ جب نئی گورنمنٹ آئے گی تو اس وقت دیکھا جائے گا لیکن جب کارگل کا مسئلہ شروع ہوا تو اس وقت ادھر سے رابطہ ہوا کہ اس میں کوئی نہ کوئی صورت نکلنی چاہیئے کارگل کے مسئلے کو defuse کرنے کی یا اس کو کم کرنے کا ' غالباً نیاز اے نائیک صاحب نے کہا ہے۔اس وقت ان کا جو ایلچی تھا میشرا' ان کی طرف سے وہ یہاں آیا۔ ان کو یہی کہا گیا کہ جب تک کشمیر کے مسئلے پر serious مذاکرات کے بارے میں commitment نہیں ہوتی اور کوئی time bound schedule نہیں بنتا کہ اس پر بات کب ہوگی تو یہ جو موجودہ مسئلہ ہے اس کا link ہی کشمیر کے مسئلے سے ہے۔ کارگل isolated مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہمارا بنیادی موقف تھا۔

اس میں جو چار نکات یا جو بھی point اس وقت رکھے گئے تھے اس میں ستمبر اکتوبر تک مسئلے کا حل ہونا ' اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ نگران حکومت وہ کام نہیں کرسکتی' نو مہینے یا بارہ مہینے کی بات تھی کہ اگلے بارہ مہینے میں' ایک سال کے اندر اندر اس مسئلے کا حل ہوگا۔ پہلی stage پر جب نائیک صاحب وہاں گئے تو انہوں نے یہ بات مان لی کہ اگر Line of Control کی sanctity جو respect ہے وہ شملہ معاہدے کے مطابق ہو تو پھر commitment

ہوسکتی ہے کہ time bound negotiations کشمیر پر ہوں گے ۔ دوسرا ، کہ defuse situation ہو اور کشمیر کے مسئلے کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے۔ ان چاروں نکات پر بات چیت finalize ہو گئی تھی اور یہ تجویز بھی آئی تھی کہ اگر یہ جو so called programme ہے یہ accept ہوتا ہے تو وزیراعظم صاحب کی چین سے واپسی پر دہلی میں رک کر اس کو joint statement کے طور پر issue کیا جا سکتا ہے لیکن ان کی روانگی سے پہلے وہاں اس پر کہ آپ نگران حکومت ہیں آپ time bound commitment کشمیر پر کیسے دے سکتے ہیں اس لحاظ سے they needed a kind of back out from this package that was negotiated اور اس period میں پاکستان کا موقف یہی رہا کہ جب تک۔ پوری بین الاقوامی برادری جو ہے وہ کشمیر پر commitment نہیں کرتی اور یہی اس کا بنیادی مقصد تھا ۔ تو اس پر پھر وہ واشنگٹن گئے اور پھر وہاں صدر امریکہ سے قریباً اسی قسم کے پیکیج پر commitment حاصل کی ۔ تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو non- transparent ہو میں نے اپنے بیان میں بھی یہی بات کی تھی ۔ کہ ہماری پہلی ترجیح یہ تھی کہ ہندوستان کے ساتھ یہ understanding ہو کہ کارگل کی وجہ سے مجاہدین کا جو ایکشن ہے اس کا کشمیر کے ساتھ لنک تسلیم کرے ۔ اور اس پر commitment کریں کہ within a limited period کوئی نہ کوئی بامقصد مذاکرات ہوں گے اور حل نکلے گا ۔ یہ تو اسکا پہلا پہلو ہے ۔ اور اس میں میرا خیال ہے کہ ہم یہی بات پہلے بھی کرچکے ہیں اور اس میں کوئی نئی بات سامنے نہیں آئی ۔

باقی یہ بات کہ ہماری طرف سے خدانخواستہ کوئی ایسی کوشش ہو رہی ہے کہ ہم فوج پر یہ blame ڈال رہے ہیں کہ انہوں نے لاہور پروسیس کو disturb کیا ۔ یہ سب speculation ہے پتہ نہیں کون کررہا ہے اور کس مقصد کے لئے کر رہا ہے ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ یہ بات بھی ہو چکی ہے throughout اس کی بھی میں اپنے بیان میں وضاحت کر چکا ہوں کہ ہندوستان کی طرف سے کوشش ہو رہی تھی L.O.C میں جو اس علاقے میں empty spaces تھیں جہاں پر نہ ہماری اور نہ ان کی چوکیاں تھیں ۔ وہ intensive petrolling کر رہے تھے اور یہ احتمال پیدا ہوگیا تھا ۔ کہ اگر ان کو موقع ملتا تو وہ لائن آف کنٹرول کراس کرکے کسی اور حصے پر قبضہ کرلیتے ۔ تو ہماری فوجیں بھی جوابی کارروائی کے طور پر they came right to the line of control to be able to make sure کہ انڈیا کی طرف سے کوئی incursion نہ ہو ۔ پہلی دفعہ

ایسی جگہوں پر ہماری چوکیاں بنی جہاں پر ہم پہلے نہیں تھے۔ اور اسی کے cover میں مجاہدین کی سرگرمیاں وادی میں بڑھ رہی تھیں تو انہوں نے چوٹیوں پر قبضہ کیا ۔ اور ہندوستان نے جب ان کے خلاف کارروائی کی تو وہ لائن آف کنٹرول کے across میں بڑی شدت سے فائرنگ کرتے رہے۔ جس سے ہمارے لوگ بھی شہید ہوئے ۔ اسی حوالے سے ہماری casualties بھی وہاں پہ فوج کی طرف سے ہوئیں۔ تو اس میں میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ فوج نے کوئی خدانخواستہ ایسی بات کی ہو جو ہمارے قومی مفاد کے خلاف ہو یا حکومت نے کوئی ایسی بات کی کہ وہ کہیں blame ڈال رہی ہے۔

جو لاہور کا پروسیس تھا ۔ اس میں normalization کا پروسیس' ہندوستان کی مرضی یہ تھی کہ نارملائیزیشن شروع ہو اورکشمیر کے مسئلے پر بعد میں بات چیت ہوتی رہے ۔ اس پر reaction ضرور تھا ۔ اورکشمیری لیڈروں نے بھی اس وقت بیان دیا تھا ۔ کہ لاہور پروسیس کے ذریعے Focus کشمیر پر رکھیں اور وہ جو باقی چیزیں کر رہے ہیں' وفود آ جا رہے ہیں ' نارملائیزیشن کی بات ہو رہی ہے ' اس سے balance قائم رہے۔ اس حد تک کارگل کا فائدہ ہوا کہ نارملائیزیشن کا پروسیس اور جو ہندوستان کچھ کر رہا تھا اتنی تیزی سے تو اس پروسیس میں قریباً رکاوٹ آ گئی ہے ۔ کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا تو تعلقات میں بہتری نہیں آ سکتی ۔ اور میرا خیال ہے کہ بین الاقوامی سطح پر بھی ہندوستان پر دباؤ ہے کہ وہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے بامقصد مذاکرات کرے۔ اور اس حد تک جو فضا ہے اور عالمی دباؤ ہے وہ کافی ہے۔ اس پر ویسے اگر تفصیل سے بات کرنا چاہیں تو بے شک' لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ۔ جی حافظ فضل محمد صاحب۔

(مداخلت)

جناب اعتزاز احسن۔ آپ کی تقریر کا ایک ہی جملہ ہے کہ بس فوج پر ہی الزام لگا رہے ہیں۔

حافظ فضل محمد۔ جناب چیئرمین' میں بھی اسی معاملے پر گزارش کرنا چاہ رہا تھا۔ اب آپ بھی اور ساری دنیا جو دیکھ رہی ہے سب بہتر جانتے ہیں۔ ہم کیا کہہ رہے ہیں' سوال کیا ہے۔ جواب کہاں سے کہاں' کارگل ہیں' مورچے ہیں' فوج ہے لڑائی ہے۔ بھئی بات یہ ہے کہ کل آپ کا

جو نمائندہ تھا آپ کے جو ایلچی وہاں جا رہے تھے۔ جو ایک نائیک کا کردار ادا کر رہا تھا۔ نائیک کا نام تو ہم ابھی سن رہے ہیں ۔ پہلے ہم کوئی مونث کا نام تو ایسا سن رہے تھے ۔ مذکر ہم نے اس نام کے نہیں سنے تھے۔

بہرحال جنہوں نے جو کردار ادا کرنا تھا یا کردار ادا کیا۔ وہ آپ کے مشورے' ہدایات اور حکم کے تحت وہاں جاتے تھے۔ اب کوئی شخص یہاں آکر جیسے پرسوں جو انہوں نے بیان دیا۔ کل تمام دنیا کے اخبارات میں بالکل ایک ہی انداز میں چھپا تھا کہ لاہور معاہدے یا اعلان کے حوالے سے بات بالکل قریب حل ہونے کو پہنچ چکی تھی ۔ فوج نے وہاں جاکر مداخلت کرکے تمام معاملات کو سبوتاژ کردیا ۔ یہی الفاظ ہیں ان کے بیان کے ۔ کہ فوج نے وہاں مداخلت کرکے معاملات کو سبوتاژ کردیا ۔ یعنی اس کا بالکل واضح مطلب یہ ہے کہ سارا ملبہ آپ فوج کے سر پر گرانا چاہتے ہیں۔

یعنی سارے معاملات فوج نے خراب کر دیئے ۔ جو معاملات diplomacy سے اور گفت و شنید سے چلا رہے تھے' فوج نے مداخلت کرکے اس کو خراب کردیا۔ یہاں یہ ایک بات سامنے آ ئی ہے کہ فوج کی بدنامی اور کارگل کی ناکامی کو فوج کے سر پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Sartaj Aziz sahib.

جناب سرتاج عزیز: اگر انہوں نےکوئی ایسا بیان دیا ہے تو میں اس کی تردید کرتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے حکومت کی طرف سے کہ فوج نے خدا نخواستہ کوئی ایسی بات کی ہے۔ میں نے ابھی یہی بیان دیا ہے کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن انہوں نے دو باتیں کی ہیں۔ پہلی بات نیاز نائیک صاحب نے یہ کی ہے کہ جی ستمبر' اکتوبر میں کشمیر کا مسئلہ حل ہونے کو تھا' یہ ایک point ہے۔ نمبر دو یہ کہ کسی نے اس کو sabotage کیا ہے۔ So, on these two, we want your observation.

جناب سرتاج عزیز: پہلے point پر میں کہہ چکا ہوں کہ جو ابتدائی بات ہوئی تھی اس دوران میں وہ یہی تھی کہ time bound کوئی چیز ہو۔ اس میں time کا ذکر نہیں ہوا تھا لیکن ستمبر' اکتوبر کی بات نہیں تھی' نو مہینے' بارہ مہینے کی بات تھی۔

Mr. Chairman: What you are saying is that this is his personal view,

you don't share that.

Mr. Sartaj Aziz: Absolutely.

Mr. Chairman: No.2, did anybody sabotage these talks?

Mr. Sartaj Aziz: Absolutely not, totally contradicted.

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی جناب اقبال حیدر صاحب۔ نہیں اس کو چھوڑیں اب کافی ہوگیا۔ آدھ گھنٹہ اس پر بات ہوگئی ہے۔ اب کوئی اور نئی بات کریں۔ اقبال حیدر صاحب۔

RE: DECLARING THE SENATORS "WAJIB-UL-QATAL",

WHO ARE NOT SIGNING THE SHARIAT BILL.

سید اقبال حیدر، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور آپ کے ذریعے سے ایک اہم اور سنگین بحران پر حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے آئینی اداروں کو ختم کرنے اور ان کو عوام کی نگاہ میں ذلیل کرنے کی مسلسل کوششیں حکومت کے ایماء پر ہو رہی ہیں۔ ان اداروں کے تقدس، ان کی اہمیت اور آزادی کا اگر ہم نے احترام نہیں کیا تو پھر یہ سسٹم اور یہ ادارے بالکل بے کار ہو جائیں گے۔ جناب! گزشتہ سال سے مسلسل حکومت کے ایماء پر تمام سینیٹرز کو بار بار دھمکایا جا رہا ہے، ڈرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ تم پر فرض ہے، تم پر لازم ہے کہ تم ایک نام نہاد شریعت بل کی حمایت کرو۔ اگر تم نے یہ نہیں کیا تو تمام سینیٹرز جو کہ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ واجب القتل تصور کئے جائیں گے۔ یہ فتوے بار بار آ رہے ہیں اور فتووں کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب مالاکنڈ میں وزیر اعظم پاکستان نے دینی جماعتوں کو اکسایا تھا کہ جی میں کیا کروں میں تو شریعت نافذ کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ سینیٹرز اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب پندرھویں آئینی ترمیم کا شریعت کے نفاذ سے دور دور کا واسطہ نہیں۔ پندرھویں آئینی ترمیم میں شریعت کی "ش" تک موجود نہیں ہے۔ پندرھویں آئینی ترمیم مکمل طور پر مطلق العنانی کا نفاذ کرنے کے لئے ہے، شریعت کے لئے نہیں ہے لیکن عوام کو گمراہ کرنے کے لئے وزیراعظم پاکستان نے پہلے دینی جماعتوں کو اکسایا کہ میں تو شریعت نافذ کر رہا ہوں۔ نہیں وہ شریعت نہیں بلکہ نواز شریف کا اپنا آمرانہ نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس کی مخالفت کرتے رہیں

گے۔

جناب چیئرمین! اسی ہاؤس میں پچھلے سال ہم نے privilege motion اسی issue پہ پیش کیا تھا کہ وزیر اعظم کو روکا جائے کہ سینٹ اور سینیٹرز کے اختیارات میں کوئی حائل نہ ہو، کوئی انہیں نہ ڈرائے۔ یہ ہمارا آئینی اختیار ہے اور فریضہ ہے کہ سینٹ میں تمام اراکین پوری آزادی، بغیر کسی خوف کے، اپنی رائے کا اظہار کریں اور قتل کے فتوے دینے والوں کے خلاف حکومت پہ لازم ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے چونکہ ایک غیر آئینی، غیر شرعی اور غیر انسانی رویہ ان نام نہاد علماء نے اپنایا ہوا ہے۔

جناب! ایک بار پھر ان تمام سینیٹروں کے خلاف نام نہاد فتویٰ، ایسے فتوے تو ہر کلمہ حق کہنے والوں کے خلاف آتے رہے ہیں کہ سینٹ کی موجودہ مدت میں شریعت بل منظور کرائیں گے۔ مخالفت کرنے والے سینیٹرز کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔ ایک کوئی نیا JUI کا سیکشن بنا ہے "ق" کے نام سے، ان کے convention سے خطاب کرتے ہوئے ان کے لیڈر نے فرمایا کہ جمعیت العلمائے اسلام قادری گروپ ملک میں نفاذ شریعت کے لئے سینٹ کی موجودہ مدت ختم ہونے سے قبل شریعت بل منظور کروائے گی۔ جے یو آئی 65 مقامات پہ شریعت کانفرنس منعقد کرکے شریعت بل کے مخالفین کا گھیراؤ کرے گی ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز جامعہ خدام الدین شیرانوالہ میں جے یو آئی (ق) کے امیر مولانا اجمل قادری صاحب نے فرمایا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس طرح کے گروپس حکومت کے ایماء پہ بنائے جا رہے ہیں اور اس طرح کے نام و نہاد فتوے حکومت کے ایماء پہ ہو رہے ہیں اور حکومت خاموشی سے تماشہ دیکھتی ہے اور جان بوجھ کر انہیں اکسا رہی ہے۔ اس سے سینٹ کا وقار ختم ہو رہا ہے اور سینٹ کے آئینی فرائض میں رکاوٹیں حائل ہو رہی ہیں۔ ان کے خلاف بدترین اور سخت کارروائی حکومت کرے تاکہ ان جمہوری اداروں کو بچایا جا سکے ورنہ ہم یہ سمجھیں گے کہ واقعی میاں نواز شریف صاحب سینیٹرز کو دباؤ دیکر ڈرا دھمکا کر اپنی نام نہاد پندرھویں ترمیم کو پاس کرانے کے درپے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین، جس بیان کا حوالہ دیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک کے اندر کوئی شخص بھی رائے رکھنے میں آزاد ہے کہ وہ ملک کا۔۔۔

جناب شفقت محمود : قتل کا فتویٰ دیا ہے دھمکی دی ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق : یہ رائے ہے ان کی۔

(مداخلت)

راجہ محمد ظفر الحق : اچھا اگر رائے نہیں ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جو پڑھ رہے تھے وہ غلط تھا۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : بہرحال ان کو بات کرنے دیں۔ بحث نہ کریں You may differ with that but let him say بہرحال دیکھیں نال you can not take away the right of the person to say something. Please, let him say something, let him say whatever he wants to say جی فرمائیے جی۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین میں گزارش کر رہا تھا کہ ملک کے اندر کوئی بھی شہری اپنے ملک کے بارے میں کوئی بھی رائے رکھ سکتا ہے۔ پاکستان کے اندر ایک غالب اکثریت ایسے لوگوں کی موجود ہے جو قرآن و سنت کی بالادستی چاہتی ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ لیکن اس معاملے میں قومی اسمبلی دو تہائی اکثریت سے ایک آئینی ترمیم کا بل پاس کر چکی ہے اب وہ بل سینیٹ میں آئے گا۔ کب آتا ہے وہ جب بھی آئے کیونکہ کوئی ٹائم لمٹ نہیں ہے۔ اس لئے جب حکومت مناسب سمجھے گی تو اس پر بحث شروع کروائے گی اور پھر سینیٹ کا یہ حق ہے کہ کوئی بھی سینیٹر اپنی رائے آزادانہ دے سکتا ہے۔ اس ہاؤس میں جب وہ آئے گا تو پھر اپنی اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے آپ اس کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں یا نہیں کرتے لیکن خواہش یہی ہوگی لوگوں کی بھی اور خود حکومت کی خواہش بھی یہی ہے کہ وہ بل جو قومی اسمبلی میں پاس ہوا ہے وہ سینیٹ میں بھی پاس ہو۔

جناب چیئرمین : شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود : پہلے تو مجھے تھوڑی سی شکایت ہے کہ جو لوگ کبھی کبھی بولتے ہیں ان کو تو موقع دیا کریں۔

جناب چیئرمین : جب میں موقع دیتا ہوں تو آپ اور بحث شروع کر دیتے ہیں۔ I

am asking you to make a statement.

جناب شفقت محمود ، میں نے بھی یہی بات کرنی تھی جو اقبال حیدر صاحب نے کی اور جس کا ماشاء اللہ راجہ صاحب نے جواب دیا ہے۔ اس میں جو بنیادی ایشو ہے کہ قتل کی دھمکی دی جا رہی ہے یہ صرف رائے نہیں ہے ایک تو رائے ہوتی ہے کہ جی یہ پالیسی ہونی چاہیئے یہ اچھی چیز ہے' یہ بری چیز ہے یہ تو رائے ہے۔ لیکن یہاں پر کوئی مسمی اجمل قادری ہیں وہ قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے کوئی ہفتہ دس دن پندرہ دن پہلے مولانا فضل الرحمٰن جو ایک پارٹی' جماعت کے سربراہ ہیں انہوں نے کوئی بات کی امریکہ کے بارے میں اور وزیراعظم صاحب نے فرمایا کہ ' میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے صحیح کی یا غلط کی لیکن وزیر اعظم صاحب نے فرمایا کہ جناب ہمیں ایک قانون بنانا چاہیئے کہ کوئی امریکہ کے خلاف بات نہ کرے۔ یعنی کہ کلنٹن کو دھمکی دینا' امریکہ کو دھمکی دینا وہ تو غلط ہے بلکہ اس کے اوپر قانون بنایا جا رہا ہے اور مولانا صاحب کو گرفتار بھی کیا گیا ہے' نظر بند بھی کیا گیا' لیکن اس معزز ایوان کو' اسے ہم تو معزز سمجھتے ہیں پتہ نہیں راجہ صاحب جو خود بھی اس کے ممبر ہیں انہیں بھی سمجھنا چاہیے کہ سینیٹروں کو قتل کی دھمکی دی جا رہی ہے اور قانون اس کے بارے میں بہت clear ہے۔

یہاں اتنے وکیل صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس پر بات کر سکتے ہیں کہ کیا کسی کو قتل کی دھمکی دینا قانون کے خلاف ہے یا نہیں ہے' تو یہ کہنا کہ یہ رائے ہے۔ اصل بات جناب! یہ ہے کہ ایک ماحول بنایا جا رہا ہے' ایک طرف trend چل پڑا ہے' آج سنا ہے کیبنٹ میں ایک مولوی صاحب کو بلا کر سارے وزیروں کو ایک lecture دیا گیا اچھی حکومت کرنے کے طریقے پر۔ یہ کہیں کہ یہ غلط ہے' یعنی ساری کابینہ بیٹھی تھی اور کوئی ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے ساری کابینہ کو lecture دیا۔ جناب I have not finished as yet. کہہ دیں یہ کہ یہ بات غلط ہے۔ آپ دیکھیں کہ کابینہ کا اجلاس ہو رہا ہے' وہ صاحب نہ وزیر ہیں' نہ کوئی اور عہدہ ہے' انہیں بلایا گیا اور ساری کابینہ بیٹھی ہوئی ہے اور وہ تقریر کر رہے ہیں کہ حکومت کیسے چلائی جائے۔ یہ تو ان کی اوقات ہے اور یہ ان کا طریقہ کار ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اب یہ کچھ بکھلائے ہوئے ہیں' وقت ان کا آ گیا ہے قریب اس لئے تھوڑے سے بکھلائے ہوئے ہیں اور اب عجیب عجیب حرکتیں کر رہے ہیں تو میں راجہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ جس نے قتل کی دھمکی دی ہے اس کی cognizance لی جائے اور legally اس کے خلاف proceed کیا جائے۔ یہ ہماری request

ہے۔

جناب چیئرمین: جی اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب! ایک بات جو سامنے آئی ہے' عیاں ہوئی ہے وہ بڑی دردناک سی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیان پڑھا گیا ہے مولانا اجمل قادری صاحب کا کہ ہر وہ سینیٹر جو اس Constitutional Amendment No.15 کے خلاف ہے وہ واجب القتل ہے اور ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب آپ بھی بیٹھیں' عاقل صاحب آپ بھی بیٹھیں let Mr. Aitzaz to speak دونوں سے میں یہ request کروں گا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ جاوید صاحب! عاقل صاحب آپ سے بڑے نہیں چھوٹے ہیں۔ جی اعتزاز صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! یہ بہت سنگین مسئلہ ہے' سنگین اس لئے کہ پارلیمنٹ میں رائے کا اظہار کرنا اور ووٹ کا جو اختیار ہے اس پر کسی قسم کا دباؤ' امکانی دباؤ بھی نہیں آ سکتا' اگر کوئی امکانی دباؤ بھی ڈالے' کوئی pressure ڈالے' راجہ صاحب کو یہ علم ہونا چاہیئے' راجہ صاحب اب کافی عرصے سے پارلیمنٹ میں ہیں' مجھے تو دکھ اس بات کا ہوا کہ آپ نے جتنی بات کی ہے' آپ نے اس قتل کی دھمکی کو endorse کر دیا ہے۔ آپ نے endorse کس طرح کیا ہے' آپ نے کہا ہے کہ ہر ایک کو رائے کا اختیار ہے۔ رائے کیا ہے جو اقبال حیدر صاحب نے پڑھی ہے کہ جو ادھر بیٹھے ہوئے سینیٹرز ہیں وہ واجب القتل ہیں۔ شکریہ راجہ صاحب آپ نے بھی اس کی توثیق کر دی اس رائے کی' مجھے بہت دکھ ہے اس بات کا۔ جناب چیئرمین! دیکھیئے' آپ نے یہ کہا نمبر ایک کہ ہر کسی کو رائے کا حق ہے' نمبر دو' گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ یہ بل پاس ہو' اصل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ اجمل قادری صاحب اگر یہ کہیں کہ یہ بل سینیٹ کو پاس کرنا چاہیئے تو یہ ان کی رائے ہے اور انہیں اس چیز کا اختیار ہے اس سے کوئی کلام نہیں اگر وہ یہ بھی کہیں کہ جن لوگوں نے اس کے خلاف ووٹ دیا ہے اور نیشنل اسمبلی میں بھی اس کے خلاف ووٹ ہوئے ہیں' وہ انہوں نے اچھا کام نہیں کیا' غلط کام کیا ہے' یہ بھی ان کی رائے ہے' ان کی اس رائے پر بھی کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن راجہ صاحب کے سامنے جو معاملہ آیا ہے وہ رائے کا نہیں ہے' یہ کہاں سے رائے ہے' میری رائے ہے خدا نخواستہ کہ راجہ

صاحب واجب القتل ہوں، کیا آپ یہ اجازت دیں گے یا سمجھیں گے کہ یہ مناسب ہے؟ نہیں میں ایسی لغو باتیں جس کی آپ نے توثیق کر دی ہے میں نہیں کروں گا۔ راجہ صاحب آپ کیا بات کر رہے ہیں، آج آپ نے جس طرح اس ایوان کے تقدس کو پامال کیا ہے، آج پہلی دفعہ مجھے یہ لگا ہے کہ (***)

Mr. Chairman: No, no this is not fair.

یہ غلط بات ہے۔ These remarks are expunged.

(interruption)

چوہدری اعتزاز احسن: میں withdraw نہیں کروں گا۔ میں کہتا ہوں جو (***)

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی ہاؤس یا لیڈر آف دی اپوزیشن کے بارے میں اس قسم کے remarks دینا ٹھیک نہیں ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن: جو (***)

(مداخلت)

Mr. Chairman: These remarks are expunged. No remarks against either of the honourable senators or leaders...

آپس میں ایک دوسرے پر remarks نہ پاس کریں۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب! میں کیا عرض کر رہا ہوں، میں یہ عرض کر رہا ہوں جناب چیئرمین! کہ جو (***)

(مداخلت)

Mr. Chairman: I have already expunged the remarks

(interruption)

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! ہمیں آپ سے یہ توقع نہیں ہے، ادھر قتل کی دھمکی ہے، آپ سے ہمیں یہ توقع نہیں ہے کہ آپ اس کو ہنس کر ٹال دیں گے۔

(***) Words are expunged by orders of the Chairman.

(اس موقع پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی)

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بہرحال! جہاں تک قتل کی دھمکی کا تعلق ہے تو کسی سینیٹر کو قتل کی دھمکی دینا غلط بات ہے۔ ایک دوسرے یا لیڈر آف دی اپوزیشن یا لیڈر آف دی ہاؤس کے بارے میں ریمارکس بھی بہت غلط بات ہے۔ میرے خیال میں اس مسئلے کو ختم کریں اور آگے چلیں۔

حافظ فضل محمد: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے جو موضوع کل چل رہا تھا اس پر آئیں۔

جناب چیئرمین: پہلے یہ موشن لے لیں۔ بھنڈر صاحب آپ پڑھ دیں۔

LEGISLATION

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I present the motion under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 1997], be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved by Ch. Muhammad Anwar Bhinder that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 1997], be condoned till today.

(The motion was carried)

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I present the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 1997].

Mr Chairman: The report stands presented.

Let them come because this has been pending میرا خیال ہے وہ آ جائیں تو بہتر ہے۔ for sometime. چلیں، پیش کر دیں۔

Mr. Khalid Anwar: I would request you to take it up.

Sir, I beg to move that the leave to withdraw the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997], under Rule 104 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Khalid Anwar, Minister for Law that he wishes to withdraw the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997], under Rule 104 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

(The motion was carried)

مولانا فضل محمد صاحب پہلے کر لیں۔ جی مولانا صاحب۔

جناب چیئرمین: آئٹم نمبر ۵۔ وہ آ جائیں تو بہتر ہے۔ Let them come because this has been pending for sometime.

حافظ فضل محمد: پہلے تو ایجنڈا چلے گا ورنہ وہ معاملات رک جائیں گے۔

جناب خالد انور: جناب! پہلے میں یہ کر لوں۔

Sir, I beg to move for leave to withdraw the bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975, [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997], under Rule 104 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Khalid Anwar, Minister for Law that he wishes to withdraw the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975, [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997], under Rule 104 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

(The motion was carried).

جناب چیئرمین: جناب مولانا فضل محمد صاحب۔

POINT OF ORDER

RE: SO CALLED STATE TERRORISM

حافظ فضل محمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب عالی! کل سے جو موضوع زیر بحث ہے کراچی کے حوالے سے، سرکاری، ریاستی تشدد۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! کسی کو بھیجیں، ان کو بلا لائیں۔ انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ کوئی جائے حکومت کی جانب سے، آپ چلے جائیں خواجہ صاحب۔ فاٹا والے چلے جائیں ٹھیک ہے۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب چلے جائیں۔ جی مولانا صاحب۔

(اس موقع پر جناب محمد انور بھنڈر صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

حافظ فضل محمد: جناب! میں عرض کر رہا تھا کہ کراچی اور حیدرآباد میں مرکزی حکومت مور کو deal کر رہی ہے۔ وہاں کے تمام معاملات حکومت جس انداز سے ڈیل کر رہی ہے

مجھے اس حوالے سے یہ خدشہ ہے کہ جب بھی ہم کشمیر کے مسئلے پر ہندوستان کے جبر و استبداد، چنگیزیت اور بربریت کے خلاف واویلا کرنے کے لیے کسی بھی فورم پر جائیں گے تو ہمیں لوگ یہی کہیں گے ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیے۔ آرڈر پلیز۔

حافظ فضل محمد: تو جناب عالی! مجھے ذاتی طور پر یہ خدشہ ہے کہ کسی بھی فورم پر جب ہم جائیں گے تو ہمیں یہ کہا جائے گا کہ بھئی! اگر کشمیر پر ہندوستان مظالم کر رہا ہے، بربریت اور دہشت گردی کا مظاہرہ کر رہا ہے جبکہ وہاں تحریک آزادی، حریت کی ایک تحریک اور جہاد کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے۔ جبکہ ریاست کشمیر میں ابتداء ہی سے ہندوستان کی بالادستی کو، ہندوستان کی حکمرانی کو، ہندوستان کے ساتھ رہنے کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود وہ جو اپنی تحریک چلا رہے ہیں، ہندوستان کے مظالم کے مناظر اس طرح مجھے دل خراش نظر نہیں آتے جیسے چند دن پہلے حیدر آباد اور کراچی میں نظر آرہے تھے، ہمارے اپنے صوبے میں اپنی ایک اسلامی ریاست میں، ایک اپنے آپ کو مہذب ریاست کہنے والے ملک میں، جس طرح وہاں مظاہرہ ہوا۔ ایک دل خراش منظر سامنے آیا۔ دنیا جہاں کے میڈیا نے دنیا کو ہمارا چہرہ جس طرح دکھایا تو اس کے حوالے سے ہم پھر دنیا کو کشمیر کے حوالے سے کیا جواب دیں گے۔ (بھائی آپ باہر جائیں یا اندر آ جائیں، یہ دروازہ بند کرائیں)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ دروازہ بند کر دیں۔

حافظ فضل محمد: جناب عالی! واقعتاً کشمیر پر جو مظالم ہو رہے ہیں، یہ ظلم ہے، جبر ہے اور جو کچھ کراچی اور حیدر آباد میں ہوا۔ اس میں مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچتا، مگر اس حکومت کو، اس کی ساکھ کو، اس کے وقار کو، اس کی سنجیدگی کو، اس کی حکمرانی کو یقیناً دھچکا لگے گا۔ دنیا جہان یہ تاثر لے گا کہ جب ایک معمولی سا مظاہرہ ہو رہا ہو تو آپ اس کے اتنے actions لیں گے تو دنیا یہ محسوس کرے گی کہ یہ بوکھلاہٹ کا شکار ہیں، یہ خوف اور ڈر کا شکار ہیں۔ جس انداز سے آپ ان کو deal کرتے ہیں، بھائی کوئی مظاہرہ ہو جاتا تو کوئی آسمان گر پڑتا یا زمین ہل جاتی۔ نہ آسمان گرتا نہ زمین ہلتی، کچھ بھی نہ ہوتا ایک مظاہرہ ہوتا لیکن وہاں انہوں نے جس انداز

سے اس سیاسی عمل کو سبوتاژ کیا یقیناً یہ قابل مذمت ہے ۔یہ حکومت وقت کے اپنے مفاد میں بھی نہیں ہے، ان کے بھی خلاف ہے۔ یہ ان کے حق میں نہیں جاتا ہے۔ رائے عامہ جو پہلے دس لوگ ناراض تھے، بیس لوگ ناراض تھے، اب ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے سو لوگ ناراض ہو گئے کہ واقعتاً یہ ظلم ہے۔ ان لوگوں کو جو deal کر رہے ہیں، جو ان پر مختلف الزامات لگا رہے ہیں، ان کو وہ خود مظلوم بنا رہے ہیں، ان کی خود عوام کے اندر مقبولیت بڑھا رہے ہیں اور عوام میں ان کے لئے ہمدردی پیدا کروا رہے ہیں۔ یہ صرف حکومت وقت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہے کہ جس انداز سے وہ اسے deal کر رہے ہیں۔

جناب عالی! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بتاؤں کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ٹاٹا کے لئے جا رہے تھے۔ اب تک ہماری تاریخ یہ رہی ہے کہ ہم سارے ملک میں، سالہاسال سے جلسے بھی کرتے ہیں، جلوس بھی نکالتے ہیں، تربیتی پروگرام بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے ایک پروگرام کے حوالے سے بھی، ایک معمولی سی حرکت کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ یہ ہم نے قانون کے خلاف یا قانون کو ہاتھ میں لے کر کی ہے ۔مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے معاملے میں خوامخواہ اپنے لئے انہوں نے حالات خراب کرنے کی کوشش کی۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو روکا گیا، پھر ان کو وہاں سے گرفتار کر کے چشمہ ہاؤس لے گئے۔ چار پانچ دن تک ان کو زیر حراست رکھا، نظر بند رکھا۔ جناب عالی! ہمیں بھی نہیں چھوڑیں گے، دوسروں کو بھی نہیں چھوڑیں گے تو اپنے لئے اپوزیشن کو خود بڑھا رہے ہیں۔ اپوزیشن کے ستون کو یہ خود مضبوط کریں گے۔ ہم نے کیا جرم کیا تھا؟ ہم نے کس کے گھر پر پتھر مارا تھا؟ کس کی دکان پر پتھر مارا تھا؟ کس کی جائیداد پر ہم نے حملہ کیا تھا؟ کس کی عزت پر ہم نے حملہ کیا تھا کہ ہمیں arrest کر کے وہاں لے گئے۔

جناب عالی! الٰہی اصول یہ ہے (تلاوت) اللہ فرماتے ہیں، میں آیات پڑھ رہا ہوں۔ راجہ ظفرالحق صاحب کی یہ حالت ہے پھر ہم کس سے شکوہ کریں۔ آپ بول رہے ہیں، میں آیات پڑھ رہا ہوں، آپ بول رہے ہیں۔ جناب عالی! یہ الٰہی اصول ہے کہ جب بھی آپ کسی کے ساتھ اگر دشمنی پر بھی کیوں نہ اتر آئیں، آپ قتل کا بدلہ لینے کے لئے اقدام اٹھائیں تو اس وقت بھی عدل اور انصاف کی حدود کو cross نہ کیا جائے۔ یہی الٰہی اصول ہے۔ آپ کسی بھی مرحلے میں طیش میں آ کر، جذبات میں آ کر، انتقامی جذبے کا شکار ہو کر اپنے اس حق سے جو۔ آپ دوسرے

سے لینا چاہتے ہیں اس حق سے آپ تجاوز نہ کریں ورنہ وہ جو ایک سیکنڈ پہلے آپ مظلوم تھے پھر ایک سیکنڈ کے بعد آپ خود ظالم بن جائیں گے۔ یہی کچھ ہماری حکومت کر رہی ہے اپوزیشن کے ساتھ، ہم باقاعدہ اپوزیشن میں شامل نہیں ہیں، آپ بھی جانتے ہیں ہم بھی جانتے ہیں ہم ان کے اتحاد میں باقاعدہ شامل نہیں ہیں لیکن جو بات ہم حق سمجھتے ہیں ان کے اپنے مفاد میں ہم سمجھتے ہیں یقیناً یہ طرز عمل ان کے مفاد میں نہیں ہے۔ ان کے اپنے خیرخواہ بھی اس قسم کے اشارات محسوس کر رہے ہیں کہ کچھ لوگ شاید انتظامیہ میں ہوں، شاید کسی اور ادارے میں ہوں کچھ لوگ باقاعدہ اس قسم کے ہیں حالات کو اس طرح خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ نواز شریف صاحب مارچ تک نہ پہنچیں، بنیادی بات یہ ہے کہ مارچ تک ان کو پہنچانے کا مسئلہ ہے۔

اب حالات ان کے لئے اس طرح خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ نادان خود ان کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں، ان کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا کر خود اس قسم کے اقدامات کرتے ہیں، یہ خود بتا دیں کہ کیا یہ ان کے حق میں ہے جو حیدرآباد کی سڑکوں پر مناظر سامنے آئے، کراچی کی سڑکوں پر جو مناظر سامنے آئے۔ جناب والا! جب میری شکایات ہیں شکوے ہیں مجھے ایک درد ہے اگر میں ہڑتال کے حوالے سے اس کا اظہار نہ کروں، شیڈیول کے حوالے سے اظہار نہ کروں، جلسے کے حوالے سے میں اپنے دل کے درد کی بھڑاس نہ نکالوں تو پھر میں کیا کروں، پھر بندوق والا راستہ رہ جاتا ہے۔ آپ خود ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ آپ بندوق اٹھائیں یہ ایک انسانی فطرت ہے اگر آپ ان کے جذبات کو جو کہ ایک جائز طریقہ ہے، جمہوری طریقہ ہے انسانی طریقہ ہے قانونی طریقہ ہے آئینی طریقہ ہے آپ اس پر پابندی لگا دیں گے تو یقیناً اس کی فطرت پھر یہ ہوگی۔

جناب والا! آپ نے الجزائر میں دیکھا کتنے لاکھ قتل ہوئے اور اس کی ایک ہی بنیادی وجہ ہے کہ وہاں جب جمہوری حوالے سے لوگ کامیاب ہوگئے لیکن اس سارے کے سارے عمل کو سبوتاژ کر دیا گیا کیونکہ جو حکومت بننے والی تھی وہ امریکی مفادات کے خلاف تھی۔ آپ نے دیکھ لیا کہ انہوں نے بندوق اٹھائی اور الجزائر کا کیا انجام ہو رہا ہے سارا الجزائر تباہ و برباد ہوگیا۔ اس لئے کہ ان کا جو جمہوری، بنیادی، آئینی، قانونی حق تھا اس سے ان کو محروم کر دیا گیا۔ اگر ہمیں اپنے ملک میں جلسے سے محروم کریں گے جلوس سے محروم کریں گے ہڑتال سے محروم کریں گے، اگر میں اپنی دکان نہ کھولوں، آپ خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہیں۔ اگر یہ قانونی جرم

ہے کہ میں جا کر کسی کو دھمکی دوں کسی کو ڈنڈے کے زور پر مجبور کر دوں کہ دکان بند کر دو اور دوسری طرف یہ بھی تو جبر ہے کہ کسی کو گھر سے اٹھا کر پولیس کے زور پر کسی کی دکان کھلوا دیں کیا یہ جبر نہیں ہے ' یہ قانون کے خلاف نہیں ہے یہ دہشت گردی میں نہیں آتا ۔ یہ اس قانون کے تحت نہیں آتا جو وہ اپوزیشن کے لئے بنا رہے ہیں؟ کل یہی قانون ان کے گلے میں پھنس جائے گا۔

جناب والا! جو کچھ ہوا یقیناً جمہوری حقوق بھی پامال ہوئے' انسانی حقوق بھی پامال ہوئے ہم اس کی انتہائی پرزور مذمت کرتے ہیں ۔ اگر آپ ہمارے جمہوری حقوق تسلیم نہیں کریں گے تو یقیناً پھر ہم اس پارلیمنٹ کو بھی خیرباد کہیں گے ' خدا حافظ کہیں گے اور اپنے لئے دوسرے راستے ڈھونڈیں گے' اپنے لئے اس راستے کو اپنائیں گے۔ آپ ہمارے جلسے کو نہیں چھوڑیں گے ' آپ پابندی لگاتے ہیں کہ آپ ہڑتالوں میں نہ جائیں ' مولانا فضل الرحمٰن پر پابندی لگا دی اور ان کو arrest کر دیا ' بڑا دہشت گرد آپ کے ہاتھ آیا تھا ماشاء اللہ ۔ کیونکہ اصل بہانہ کچھ اور تھا اصل بات کچھ اور تھی ۔ مولانا نے امریکہ کے ساتھ ٹکر لی ۔ امریکہ کو کہا کہ اگر ہم اپنے گھر میں تمہارے ہاتھ سے محفوظ نہیں ہیں تو ہم بھی آپ کی حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتے یہی ایک جملہ کہا۔ دنیا جہاں کے قوانین پر آپ اس کو پیش کر دیں کسی بھی قانون میں قابل جرم نہیں' یہ کوئی غلط جملہ ہے' کوئی غلط فیصلہ ہے۔ بھئی ہم اپنے گھر میں آپ کی دست درازی سے محفوظ نہیں تو آپ کی حفاظت کی ضمانت ہم نہیں دے سکتے یہی ایک جملہ تھا کہ ہمارے تمام حکمران طبقے کو بہت برا لگا کیونکہ ہمارا وہ آقا ناراض ہوگیا ' انہوں نے دھمکی دی کہ آپ کی سرزمین پر مجھے اس قسم کی دھمکی مل رہی ہے۔ وہ بہانہ ڈھونڈ رہا تھا۔ فضل الرحمٰن فاٹا جا رہا تھا تو ان کو arrest کر کے وہاں سے جایا گیا۔ کیوں بھئی کیا جرم کیا تھا اگر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فاٹا پاکستان کا علاقہ ہے آپ نے آئین میں پاکستان کا ایریا باقاعدہ قرار دیا ہے اور آئین کے دوسرے دفعات بھی آپ سب حضرات جانتے ہیں۔ سب وکلاء حضرات جانتے ہیں کہ پاکستان کے کسی بھی شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ پاکستان کے کسی بھی ایریا میں جائے کسی بھی علاقے میں مکان بنائے کسی بھی علاقے میں کام کر سکتا ہے اپنا کاروبار کر سکتا ہے تجارت کر سکتا ہے سب کچھ کر سکتا ہے۔

ہم پاکستان کی سرزمین پر کسی علاقے میں نہیں جا سکتے! فلاں لیڈر پر پابندی لگا دی '

ضلع بدر کر دیا صوبہ بدر کر دیا۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ کیا فلسفہ ہے؟ آپ سے پہلے ایک اور صاحب تخت نشین تھا۔ اس کو بھی اپنے آپ پر اسی طرح خدا ہونے کا یقین تھا۔ اس کے حشر کو بھی دیکھو۔ اس نے اسی انداز کو اپنایا۔ اپنا ذاتی فورس بنا کر اس طرح تمام سیاسی جماعتوں کے لیڈروں اور تمام سیاسی راہنماؤں کو سرکاری دہشت گردی کے ذریعے ڈرانے اور دھمکانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ آپ نے اس کا آخر میں انجام دیکھ لیا۔ آپ ان سے سبق سیکھ لیں۔
ایک لطیفہ مشہور ہے آپ بھی سن لیں۔

ایک لومڑی تھی، ایک شیر تھا اور ایک بھیڑیا تھا۔ یہ تینوں کسی جنگل میں شکار کرنے کے لئے چلے گئے۔ وہاں پر انہوں نے ۳ چیزیں شکار کیں۔ ایک ہرن، ایک خرگوش اور ایک کبوتر۔ تو شیر نے بھیڑیا سے کہا کہ اب اس کو تقسیم کر دو۔ بھیڑیا نے سوچا کہ سب سے بڑا شیر ہے۔ جو بڑی چیز ہم نے شکار کی ہے وہ ہرن ہے۔ لہذا ہرن کے بارے میں اس نے کہا کہ شیر صاحب! یہ ہرن آپ کا حصہ ہے۔ خرگوش کے بارے میں کہا کہ یہ درمیانہ ہے اور میں بھی درمیانہ ہوں اس لئے یہ میرا حصہ ہے۔ یہ کبوتر لومڑی کے لئے ہے۔ اس پر شیر کو بہت غصہ آیا اور اس نے بھیڑیا پر حملہ کر کے اس کی ٹانگ توڑ دی اور اسے لہو لہان کر دیا۔ پھر شیر نے لومڑی سے کہا کہ اب تم تقسیم کر دو۔ لومڑی نے کہا کہ شیر صاحب! سلامت، یہ کبوتر آپ کا صبح کا ناشتہ ہے۔ یہ خرگوش آپ کے دوپہر کا کھانا ہے۔ یہ ہرن آپ کا شام کا کھانا ہے۔ شیر بہت خوش ہوا کہ ساری چیزیں اس کی ہو گئیں۔ پھر شیر نے پوچھا کہ لومڑی یہ بتاؤ کہ یہ تقسیم تم نے کس سے سیکھی۔ لومڑی نے کہا کہ بھیڑیے کی ٹانگ سے میں نے یہ تقسیم سیکھی ہے۔ جب بھیڑیے نے اس قسم کی تقسیم نہیں کی تو اس کا حشر میرے سامنے ہے کہ اس کی ٹانگ کہاں چلی گئی۔ لہذا میں نے وہاں سے یہ سیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح تقسیم نہ کروں تو میرا بھی وہی حشر ہوگا جو بھیڑیا کا ہوا ہے۔

ہم ان کو یہی کہنا چاہتے ہیں کہ جو صبح و شام گزشتہ حکومتوں پر الزامات لگاتے ہو کہ وہ ایسے ظالم تھے، ایسے جابر تھے، ایسے بدمعاش تھے، ایسے ریاستی ظلم ڈال رہے تھے۔ جبر اور استبداد کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اب یہی سب کچھ وہ خود کر رہے ہیں۔ ہم تو ان کو کہتے ہیں کہ گزشتہ ادوار کے وہ عمل آپ کے سامنے ہیں تو اس کا نتیجہ بھی تو آپ کے سامنے ہے۔ تو آپ ان کے نتیجے سے عبرت حاصل کر لیں۔ ورنہ تو جو عمل وہ کر رہے تھے وہ عمل آپ بھی کر رہے ہیں۔ اس

لئے ان کا جو نتیجہ ہوا ہے آپ کا بھی وہی ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ جمہوری حقوق پر اگر آپ ڈاکے ڈالیں گے۔ تو آپ کا انجام بھی برا ہوگا۔ اگر آپ غیر جانبدار ہوکر بالکل سنجیدگی سے سوچیں گے۔ عام عوام کے تاثرات کیا ہیں؟ لوگ مہنگائی' بے روزگاری اور بد امنی سے انتہائی تنگ ہیں۔ نہ لوگوں کی عزت محفوظ ہے' نہ مال محفوظ ہے' نہ گھر محفوظ ہے اور نہ جان محفوظ ہے۔ یہ جو گھر بنا رہے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ جو اعلان انہوں نے کیا ہے۔ یہ گھر نہیں ہوں گے یہ قبریں ہونگی۔ جس گھر میں روٹی نہ ہو تو وہ گھر مالک کے لئے قبر ہی بن سکتا ہے۔ آپ سب سے پہلے لوگوں کو پانی میسر کر دیں۔ روز گار میسر کر دیں۔ روزی میسر کر دیں۔ امن میسر کر دیں۔ یہ ریاست کے بنیادی فرائض ہیں۔ آج آپ ایک عام آدمی کی حیثیت سے گلی محلوں میں جائیں اور آپ لوگوں کے تاثرات کو معلوم کر لیں۔ لوگ حکومت سے بیزار ہو چکے ہیں۔ لوگ اپنی زندگیوں سے بیزار ہو چکے ہیں۔ لوگ اس ملک سے بیزار ہو چکے ہیں۔ ہر چیز سے بیزار ہو چکے ہیں۔

اگر عوام اپنی مشکلات کو ، اپنے مسائل کو کسی تک پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اوپر سے لاٹھی برسائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب پھر یہی ہوا کہ بڑے لوگ بھی عجیب ہیں کہ مارتے بھی ہیں اور رونے بھی نہیں دیتے۔ بھائی آپ ایک طرف سے انہیں تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ نہ انہیں امن فراہم کر رہے ہیں' نہ روزی فراہم کر رہے ہیں' نہ روز گار فراہم کر رہے ہیں۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود جب وہ باہر نکلتے ہیں آپ ان پر ڈنڈے برساتے ہیں۔ جو ہماری پولیس ہے آپ بہتر جانتے ہیں' بدترین طبقہ اگر ہے تو وہ ہماری پولیس ہے۔ آج کے اخبارات میں' کل کے اخبارات میں ہم پڑھ رہے تھے کہ ہمارے اسلام آباد کے I.G. صاحب لاہور کے بازارحسن کے وہ بدترین' بد نام زمانہ علاقے میں کیا کرتا ہوا پکڑا گیا۔ یہی تو ہماری پولیس کا حوالہ ہے اور یہ لوگ ان سیاسی جماعتوں کو اس پولیس کے حوالے کر کے پھر ان سے کیا نتائج کی توقع رکھیں گے کہ پولیس ان کے ساتھ کیا کرے گی اور بہت سے اس قسم کے پولیس والے ہیں جو چاہتے ہیں کہ یہ حکومت ناکام ہو جائے۔ ان کے لئے خواہ مخواہ ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں۔

جناب عالی! یہ بد حالی کی جو ایک فضاء ہے' ایک نفرت جو بڑھ رہی ہے' میں سچ کہہ رہا ہوں کہ نفرت کی فضاء بڑھ رہی ہے۔ کم نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے بنیادی اسباب ہیں۔ اس میں سے ایک سبب یہ ہے کہ پوری دنیا جانتی ہے کہ پنجاب میں جس انداز سے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں

دوسرے جتنے صوبے ہیں کسی میں بھی اس ترقی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ کیوں ۔ اور تمام امور جو deal کر رہا ہے' ابھی ہمارے وزیر اعظم نے آج اعلان کیا تھا کہ میں امریکہ نہیں جا رہا ہوں۔ اب اس کے اندر بھی ہم جانتے ہیں کہ اندرون خانہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اب وہ تو نہیں جا رہے اس کے ساتھ دوسرا بیان لگا ہوا ہے کہ شہباز شریف وہاں پہنچ گئے۔ بھائی شہباز شریف کا کیا کام' امور خارجہ کے معاملات کیا ہیں' یہ تو وزیر خارجہ صاحب خود بیٹھے ہیں وہ جائیں' شہباز شریف کون ہے کہ ایک صوبے کا وزیر اعلیٰ ہیں وہ خارجہ امور کو deal کرتے ہیں۔ کبھی New York جاتے ہیں' کبھی Washington جاتے ہیں' کبھی Britain جاتے ہیں' کبھی چین جاتے ہیں تمام امور کے سلسلے میں ' اب اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اگر آپ ایک چھوٹے صوبے کے وزیر اعلےٰ ہوتے تو آپ کے احساسات کیا ہوتے کہ مجھے تو سانس لینے کی بھی اجازت نہیں۔ یہاں میاں صاحب' دوسرے صوبوں میں ان کی مداخلت کی یہ حالت ہے کہ آپ سندھیوں کے منظر دیکھ رہے ہیں' سندھ میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ براہ راست مرکز سے ہو رہا ہے۔ وہاں اسمبلی ہے لیکن معطل ہے' وہاں گورنر ہے لیکن وہ معطل ہے۔ اپنے ایک خاص چہیتے کو وہاں پہ مسلط کر کے جو کچھ اس سے کرا رہے ہیں پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ سندھ کے عوام کے احساسات کیا ہوں گے۔ اگر آپ خود ہوتے تو آپ کے احساسات کیا ہوتے ۔

بلوچستان میں ایک وزیر نے انتہائی غلطی کر کے ایک قدم اٹھایا۔ وہاں جا کر میاں اظہر صاحب سے بیچارے نے ہاتھ ملایا۔ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب یہاں سے وہاں پہنچ گیا اور اسی وقت وزیر اعلیٰ بلوچستان کو کہہ کر فوری طور پہ برخاست کروا دیا ۔ اگر آپ ان کو وہاں برخاست کرا سکتے ہیں۔ ان کو برخاست کریں گے جو ایک صوبے کے وزیر ہیں تو آپ میاں اظہر صاحب کو بھی برخاست کر دیں۔ یہ چونکہ ان کے اپنے ہیں۔ ان کی مسلم لیگ کے اندر جڑیں ہیں' ان کے ساتھ لوگ ہیں' ان کی MNA ship کو بھی ختم کر دو پھر ہم آپ کو مانیں گے کہ واقع ہی آپ پارٹی کے discipline کے پابند ہیں' آپ کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ ادھر آزادی کی باتیں ہوتی ہیں کہ ہر ایک کو آزادی رائے کا حق دیتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا کیا حشر ہوا ہے۔ ایک صوبے کا وزیر اعلیٰ ہے تمام امور کو deal کر رہا ہے پھر دوسرے صوبوں کے اندر وہاں عوام کے اندر یہی احساسات پیدا ہوں گے کہ بھائی تمہارا ایک ہی صوبہ ہے۔ دو بھائی ہیں۔ ایک والد صاحب ہیں۔ یہی تین ہیں۔ جو بھی منصوبہ بنا دیا وہی ہمارے سر

پہ مسلط کر دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جناب تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں۔ پچیس منٹ ہوگئے ہیں۔

حافظ فضل محمد - آپ کیا کریں گے ۔ آپ بولیں گے۔ آپ کیا کریں گے۔ آپ تو یہی کریں گے کہ ہم نے اتنی لاٹھی چارج کیا اور اتنے لوگوں کو مروا دیا' اتنے لوگوں کو جیلوں میں ڈال دیا' آپ ہمیں یہی اعداد و شمار بتا دیں گے۔

(مداخلت)

حافظ فضل محمد - بس آپ ناراض ہوتے ہیں۔ ہم بھی نہیں بولیں گے۔ وہاں کا کیس لڑ رہے ہیں۔ وہاں پر جو حالات ہیں ہم اس کی انتہائی مذمت کرتے ہیں۔ صوبہ سندھ کے' کراچی کے' دوسرے صوبوں کے۔ یقیناً میں اس لئے اب ان موضوعات پر اس طرح بول رہا ہوں کہ میں اپنے اندر محسوس کر رہا ہوں کہ اس قسم کی نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں اور یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ یہ ان کا فرض ہے وہ ہر اس قدم سے اجتناب کریں جس سے فرق پڑ جائے' جس سے آئین پامال ہو جائے' جس سے اسلامی اقدار پامال ہو جائیں۔ کبھی بھی یہ اسلامی اقدار نہیں ہیں۔ جب وہ کم از کم سینیٹروں کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے' کچھ لوگ شریعت بل کو پاس کرانے میں ان سے تعاون نہیں کر رہے۔ جہاں تک ان کے بس میں ہے' جو ان کے ذات سے متعلق ہے اس حد تک تو اسلام دکھائیں۔ کیا یہی اسلامی طریقہ ہے کہ کراچی اور حیدرآباد کے روڈز پر عورتوں کو جس طرح گھسیٹا گیا اور جس طرح سے ان کی عصمت کو پامال کیا گیا' جس طرح چادر اور چار دیواری کے ناموس اور تقدس کو پامال کیا گیا' کیا یہی اسلامی روایت ہے۔ ہم راجہ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی اسلامی روایت ہے کہ کسی اپنے مخالف سے اسی طرح deal کرتے ہیں' کیا یہی اسلام کا تصور ہے' کیا یہی اسلام کا فلسفہ ہے یا اسلام کی ہدایات ہیں یا کوئی اسلامی تاریخ ہے۔ کبھی بھی آپ کو اس قسم کا زویہ نہیں ملے گا۔ جناب عالی! ہم کہتے ہیں کہ آپ اپنے طرز عمل سے جو آپ کے ہاتھ میں ہے' جو آپ کے اختیار میں ہے اس حد تک تو دنیا کو اسلام دکھاؤ۔ پھر ہمیں یقین آ جائے گا کہ واقعی یہ اسلام چاہتے ہیں اور اسلام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اگر ان کا طرزِ عمل سر سے لے کر پاؤں تک مکمل طور پر اسلام کے خلاف ہے تو پھر ہم

کس طرح یقین کریں گے کہ یہ اسلام چاہتے ہیں۔ ورنہ پھر تو وہ لوگ ضرور کہیں گے کہ بھئی یہ اسلامی بل نہیں ہے ' یہ آمریت کا بل ہے' اپنے اختیارات' اپنا تسلط ' اپنی جابریت قائم کرنے کے لئے ایک بل لا رہے ہیں ۔ تو لوگ پھر اس خدشے کو تسلیم کریں گے۔ لہذا ہم ان سے یہ دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس طرزِ عمل کو ٹھیک کر لیں اور اس قسم کے جلوسوں اور جلسوں پر پابندی نہیں ہونی چاہیئے ۔ ہڑتالیں تو ہوتی ہیں اور ہوئی بھی ہے' جلسے بھی ویسے ہی ہوتے ہیں چاہے آپ لیڈر کو کنٹرول کر لیں لیکن لوگوں میں جو آپ کے لئے نفرت ہے وہ آپ اس طریقے سے ختم نہیں کر سکتے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ خواجہ قطب الدین۔

خواجہ قطب الدین۔ رفیق رجوانہ صاحب کو پہلے بولنے دیں کیونکہ یہ لاہور جانے والے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی رفیق رجوانہ صاحب۔

جناب محمد رفیق رجوانہ۔ شکریہ جناب چیئرمین! یہ کل سے جو موضوع زیر بحث چل رہا ہے اس پر دونوں اطراف سے تقاریر ہو رہی ہیں۔ سب سے پہلے میں یہ بات عرض کروں گا کہ میں تو حیران ہوں کہ اپوزیشن والے گرینڈ الائینس کا نام دے رہے ہیں جس میں بعض ایسی جماعتیں بھی ہیں جن کے لیڈر کونسلر بھی نہیں بن سکتے' بعض ایسی جماعتوں کے لیڈر بھی ہیں جو تانگہ چلانے والے بھی خود ہیں اور تانگے کی سواری بھی خود ہیں اور اس کا نام دے دیا Grand Alliance۔ یہ ذاتی مفادات کے لئے ٹولہ اکٹھا ہوا ہے جو ملک میں امن عامہ کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ملک کو اس وقت جو خطرات درپیش ہیں' خاص طور پر خارجی امور میں۔ کارگل کا واقعہ ہوا ' اس سے پہلے ہندوستان نے دھماکہ کیا اور اس کے بعد اس نے ایٹمی دوڑ شروع کی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت اس کا منہ توڑ جواب دے رہی ہے ' جو غوری ' شاھین میزائل کی شکل میں اور ایٹم بم کے دھماکے کی شکل میں موجود ہے۔ ان حالات میں ملک کو کس چیز کی ضرورت ہے' کیا ان حالات میں ملک کو افراتفری کی ضرورت ہے' کیا ان حالات میں ملک میں امن عامہ کا مسئلہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے' کیا ان حالات میں ملک کو بہتری کی طرف گامزن کرنے کے لئے یہی رویے اختیار کرنے چاہئیں جو متحدہ اپوزیشن اختیار کر رہی ہے۔ کوئی بھی ذی شعور آدمی متحدہ

اپوزیشن کے اس اقدام کو جس کو یہ ریلی، جلوس، جلسے ہڑتال کا نام دے رہے ہیں appreciate نہیں کرے گا۔

یہ پاکستان ہے تو سب کچھ ہے، یہ ملک خوشحال ہے تو اپوزیشن بھی ہے، حکومتی جماعتیں بھی ہیں اور دیگر جماعتیں بھی ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس ملک کو کچھ ہوتا تو وہ لوگ جو اس میں اچھائی کا پہلو پیدا کرنے کے لئے خرابی کو بڑھا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کے خارجہ دشمنوں سے اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہیں اور یہ ایسا وقت ہے کہ جب ہمیں اپنی آنکھیں کھولنی چاہیئیں کہ کیا ایسے لوگ جن کا ماضی داغدار ہو، جن کا دامن صاف نہیں، جن کے خلاف عدالتی فیصلے ہیں، جو عوام کی محبت کے گُن گاتے ہیں، جمہوریت کے گُن گاتے ہیں، آئین کی بالا دستی کہتے ہیں، قانون کی بالا دستی کہتے ہیں، ایسی جماعتوں کے لیڈر عدالتی فیصلے کو قبول نہ کرتے ہوئے ملک سے باہر بیٹھے ہیں، کیا اس کو عوام دوستی کا نام دے سکتے ہیں؟ کیا اس کو قانون اور آئین کی بالا دستی کا نام دے سکتے ہیں؟ کیا اس کو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عدالتوں پر ان کا یقین ہے۔ اگر اس طرح کی صورت حال ہے اور حکومتی اداروں کے علاوہ آئینی اداروں پر ان کا یقین نہیں ہے تو ان کی عوام دوستی کا یہ ثبوت نہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کا قانون کے پیشے میں انتہائی تجربہ ہے، ہم آپ کو اپنے استاد کی حیثیت دیتے ہیں، ایک ایسا شخص جس کے خلاف عدالت میں conviction record ہو جائے تو ہم اس کو convicted کہتے ہیں until and unless he or she is acquitted by the appellate court. اس وقت اسی سیاسی جماعت کی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور مجھے بہت خوشی ہوئی کل یہ سن کر، افسوس ہے کہ میرے بزرگ لیڈر اے این پی کے جناب اجمل خٹک صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، کل انہوں نے کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو ہماری لیڈر ہیں۔ قسمت کی ستم ظریفی دیکھیں، کبھی اُن کے باپ نے اُن کو غدار کا لقب دیا، آج وہی اُس کو اپنا لیڈر تصور کر رہے ہیں۔ This is called marriage of convenience. بہرحال اللہ ان کو یہ لیڈر مبارک کرے۔ کیا ایسے لیڈر جن کا ماضی داغدار ہو، لوگوں نے انُ کو پرکھا ہو اور پچھلے انتخابات میں مسترد کیا ہو، تو آئین کیا کہتا ہے۔ آئین میں قومی اسمبلی کی میعاد مقرر ہے، ہر ادارے کی میعاد مقرر ہے، الیکشن کی میعاد مقرر ہے۔ ایک اچھے کھلاڑی کی طرح rules of the game کو observe کرتے ہوئے، ان کو آئندہ الیکشن کا انتظار کرنا چاہیئے۔ دراصل انہیں پتہ ہے کہ جیسے

پچھلے الیکشن میں یہ لوگ مسترد ہوئے آئندہ الیکشن میں بھی یہ لوگ مسترد ہوں گے ۔ اس طریقے سے وہ چور دروازے تلاش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ' اللہ کا فضل ہے ہم پر ' اللہ کی رحمت سے عوام کا اعتماد اور پارلیمنٹ کا اعتماد ہمارے لیڈر جناب میاں محمد نواز شریف کو اور اُن کے رفقاء کار کو حاصل ہے۔

جناب والا ! یہ بات صحیح ہے کہ ہر آدمی ' ہر وقت کسی نہ کسی جائز تنقید کا متحمل ہوسکتا ہے ' کوئی خامی ہے تو آئیے جائز تنقید کیجئیے' کوئی خامی ہے آئیے suggestions دیجئیے ۔ یہ نہیں کہ خامی بھی نہ ہو اور اگر ہو بھی تو اس کو exploit کرکے عوام کو سڑکوں پر لانے کی کوشش کی جائے ' بندوں کو دباؤ دے کر ہڑتال کرنے کی کوشش کی جائے ۔ اسی حوالے سے کراچی کی صورت حال جو زیر بحث ہے ' جو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اپوزیشن ایک جلسہ کرنا چاہتی تھی شاہراہ قائداعظم اور طارق روڈ کے چوک پر ۔ حکومت سندھ نے ان کو offer دی کہ آئیے آپ نشتر پارک میں جلسہ کر لیں ' آئیے آپ کسی بڑے پارک میں جلسہ ' جلوس کر لیں ہم آپ کو نہیں روکتے ۔ یہ Public Roads ہیں ۔ کراچی جیسے شہر میں آپ اگر اتنے بڑے چوک پر جلسہ کرتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کے مقاصد مضموم ہیں ' آپ کے مقاصد کچھ اور ہیں ۔ مگر انہوں نے جان بوجھ کر یہ مسئلہ پیدا کیا۔ اگر جلسہ کرنا ہوتا تو حکومت کی offer کو accept کرتے اور نشتر پارک میں جا کر وہ جلسہ کرتے ۔

جب انہوں نے امن عامہ کو خراب کرنے کی situation پیدا کی Law and Order situation پیدا کی تو اس وقت حکومت کی مشینری نے قانون کو حرکت میں لانا ہی تھا۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اس طرح سے کوئی بھی آدمی قانون کو ہاتھ میں لے ' میں بھی اگر ہوں بلکہ میرے اوپر قانون کی پابندی زیادہ ہے because, I am the legislator, I am the member of the august House میرا قانون کی بالادستی کے لئے کردار ایسا ہونا چاہئیے جو عوام کے لئے مشعل راہ بنے کہ This is the conduct of the legislator اگر میرا conduct ایسا ہے کہ میں عوام کی نظروں میں قانون شکن ہو ں تو میرے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے قانون میں کہ مجھے کوئی قانون immunity دے۔ میں نے دفعہ 151 پڑھی ہے ۔ کل یہاں بحث ہو رہی تھی کہ حیرانگی ہے کہ پارلیمنٹیرین پر 151 کی دفعہ لگ گئی ۔ law میں کہیں distinction نہیں ہے کہ اگر parliamentarian کوئی offence commit کرے تو he enjoys immunity قانون میں

کہیں نہیں ہے کہ اگر کوئی Member of Assembly offence commit کرے، بلکہ میں تو
کہتا ہوں کہ اگر میں بھی کروں تو مجھے مثالی سزا دینی چاہیئے just to create an example
for the common man , just to convey a message that this is the lesson to be
taught to the Member of the Parliament and you should be careful باقی قانون کی
بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے ایک apprehension تھی اور سیکشن 151 Cr.P.C یہ provide کرتا
ہے اور پولیس آفیسر کو اس کا اختیار ہے۔ کل یہ بحث ہو رہی تھی اور ایم کیو ایم کے ہمارے
دوست یہ کہہ رہے تھے کہ پولیس آفیسر arrest نہیں کر سکتا

I have totally gone through the provisions of Section 152 Cr.P.C and I have got it today. Unfortunately the gentleman is not here. This , nowhere mentions that the police officer can not arrest him, just for the convenience of my other learned friends. I will go through that because I have to counter them; because there was an allegation and it was misinterpretation of the law, a manadatory provision of law.

The Section 151 says: "arrest to prevent such offences and the preventive action of the police (it is its title) a police officer knowing of a design to commit any cognizable offence, may arrest without orders from a Magistrate". It was being argued yesterday that he had to procure a warrant of arrest from a Magistrate but the provision categorically says, " that a police officer, knowing of a design to commit any cognizable offence , may arrest without orders from a Magistrate and without a warrant. The person so designing, if it appears to such officer that the commission of the offence can not be otherwise prevented."

بات یہ رہی کہ ہمارے دوست parliamentarians تھے، اگر ان کے ساتھ واقعی زیادتی ہوئی ہے تو
حکومت کو سارا قانونی عمل اختیار کرنا ہے، اگر ان کے ساتھ ناجائز ہوا ہے، اگر صحیح ہوا ہے تو
پھر یہ message عوام کو جانا چاہیئے کہ حالات ہی ایسے تھے they wanted to create a law
and order situation and so they were taken into custody ان کا تو یہ ارادہ ہے کہ قتل

و غارت ہو ' کوئی بے گناہ مارا جائے' لاشوں پر سیاست کی جائے' ملک میں ایسی صورتحال پیدا کی جائے کہ جس میں حالات خراب ہوں اور اس کے بعد ایسے ایسے لیڈر آ گئے جن کو میں کہتا ہوں کہ انہیں مارشل لاء کا champion کہنا چاہیئے ۔ جب بھی انہوں نے ایسے حالات میں قدم رکھا ' مارشل لاء کو انہوں نے دعوت دی اور وہ کچھ champions کل بھی آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ چیمپین تھے جنہوں جب بھی کوئی متحدہ alliance بنایا ' جب بھی grand alliance بنایا ' جب بھی کوئی تحریک چلائی ------

(مداخلت)

جناب محمد زاہد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Let there be a count. The House is not in quorum, let the bells be rung.

(At this stage the bells were rung)

Mr. Presiding Officer: The House is not in quorum. It is adjourned for tomorrow to meet at 10.00 am.

[The House was then adjourned to meet again at 10.00 of the clock in the morning, on Thursday, September 16, 1999]